بتوفیق خداے جہاں آفرین خالق آسمان و زمین
سنہ ۱۹۰۹ء
گلزار ابراہیم
سنہ ۱۳۲۷ھ
مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور میں طبع ہوا

التماس

اِس مطبع مین ہر علم وفن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود رہتا اور فہرست اُسکی ہر ایک شایق کو چھاپہ خانے سے ملسکتی ہے جسکے معائینہ و ملاحظہ سے شایقان اصلی حالات کتب کے معلوم کر سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے صفحہ مین سادہ مین کتب قصہ جات نظم اور کتب قصہ جات نثر اردو و کتب قصص نظم درسی ذخیرہ فارسی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانے سے قدر دانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

کتب قصہ جات نظم

الف لیلہ منظوم۔ چار جلد مین جلد اوّل حضرت نسیم دہلوی و دوم وسوم از شایان لکھنوی۔ و چہارم از منشی شادی لال ہر ایک سخن گو ئی کے اُستاد۔

مجموعہ قصص۔ شامل پانچ قصہ۔ (۱) سوداگر بچہ (۲) قصہ ماہی گیر۔ (۳) قصہ جمجمہ (۴) قصہ منصور (۵) قصہ شاہ روم مختلف التصانیف۔

سنگاسن بتیسی منظوم۔ از منشی لچھمن لال۔

چشمہ شیرین۔ قصہ شیرین فرہاد۔

جوگن نامہ۔ ازمیان باطن اکبر آبادی۔

ایجاد رنگین۔ حکایات نصائح ازمیان سعادت یارخان رنگین دہلوی

مجموعہ چوہے نامہ و بلی نامہ و ہتھونی نامہ۔ از بینی رام

پدماوت اُردو۔ ازمولوی قاسم علی ترجمہ شعر لشبر پدماوت ملک محمد جائسی۔

ایضاً۔ ازعبرت وعشرت۔

مثنوی گلزار نسیم۔ قصہ بکاؤلی از پنڈت دیاشنکر نسیم لکھنوی

فسانہ عجائب منظوم۔ از منشی بھولا ناتھ۔

نلدمن۔ قصہ راجہ نل ودمن۔

بدیعہ النظار۔ ازمولوی ممتاز علی۔

مثنوی میر حسن۔ دہلوی۔

یوسف زلیخا اُردو منظوم۔ از شاعر تخلص نگار۔

شیرین خسرو با تصویر۔ از منشی گوبند پرشاد تخلص فنا مرحوم

بنجارہ نامہ۔ ازمیان نظیر اکبر آبادی۔

لیلی مجنون۔ میر تقی ہوس۔

بہار دانش منظوم۔ از تخلص تپش۔

مجموعہ قصہ سپاہی زادہ شامل بارہ قصہ۔ (۱) قصہ سپاہی زادہ (۲) چار باغ رنگین (۳) قصہ محمود شاہ (۴) سوداگر بچہ (۵) عاشق کا جنازہ (۶) قاصد نامہ (۷) ہنس نامہ (۸) تندرستی نامہ (۹) دکھ سکھ نامہ (۱۰) دولت نامہ (۱۱) بھونچال نامہ (۱۲) رنگین نامہ۔

طلسم شایان داستان امیر حمزہ۔ (۱۳) از منشی طوطا رام شایان

ترجمان عصمت منظوم۔ از منشی کریم بخش تخلص احقر۔

نالہ منظور منظوم۔ از سید منظور احمد۔

بکٹ کہانی۔ از الٰہی بخش۔

سراپا ہی تصویر غم۔ از منشی اشرف علی تخلص ست۔

باغ عاشق۔ قصہ گل وصنوبر از پنڈت کنہیا لال

گلدستہ شجاعت۔ ترجمہ اُردو نظم سکندر نامہ بحری بری از مولوی غلام حیدر گوپاموی۔

بتوفیق خدای جہان آفرین خالق آسمان و زمین نسخہ
سنہ ۱۹۰۹ع
گلزار ابراہیم
سنہ ۱۳۲۷ھ
مطبع نامی منشی نولکشور کانپور میں طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ دفتر دوسرا ہے بحر الحقیقت کا اور نام اسکا گلزار ابراہیمی ہے اسمین بظاہر قصہ ہے عاشق ہونیکا ادہم کے اوپر دختر بادشاہ بلخ کے اور تکالیف اور محنت کھینچنے انکی عشق مین بادشاہزادی کے اور مرجانا بادشاہزادی کا بیمار ہوکر اور بعد مرنیکے قبر سے نکال لیجانا ادہم کا لاش کو بیقراری عشق مین اور پھر زندہ ہونا اوس دختر کا اور نکاح ہونا ادہم کا اوس شاہزادی سے اور پیدا ہونا حضرت ابراہیم کا اوس دختر سے اور دریافت ہونا بادشاہ بلخ کو حال نیک دختر کا اور لانا بیٹی کو اور ابراہیم کو اپنے گھر اور بعد بلوغ کے ولیعہد کرنا ابراہیم کو سلطنت پر اپنی اور ترک کرنا بادشاہی کا اور درویش ہونا انکا یہ قصہ ظاہر مین بطور افسانے اور کہانی کے ہے اور مراد اس سے اور ہے اور بنظر غور سے یہ حال ہر ایک بشر کا ہے اور اسرار باطن کے بہت اسکے اندر مندرج ہین اگر بنظر غور کے سمجھے اور گوش دل سے پنبہ غفلت کو نکالے تو اکثر راز باطن کے منکشف ہوویں اور فائدہ کلی حاصل ہووے عاقلونکے واسطے طغرای ہدایت اور غافلون کے لیے افسانہ اور حکایت ہے پہلے شروع ہے حمد اور تعریف اللہ تعالی جلشانہ کی اور بیان قدرت کاملہ اوسکی کا بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد بیحد اوس خدائے پاک کو ‍ — مرتبے جسنے دیے ہین خاک کو
حمد کرنا کب ہے مقدور بشر — کہتے ہین کچھ کچھ عبادت جانکر
آدمی کو خاک سے پیدا کیا — اپنے اوپر آپ اوسے شیدا کیا
عشقبازی آپ ہی سیکھی اوسنے کی — جب ہوا وہ محرم راز خفی

حمد ہے اوس مالک جبار کو — رزق جو دیتا ہے ہر جاندار کو
حد سے زائد حمد خلاق قدیر — خون کو جسنے کیا پستان مین شیر
عرش و کرسی پر بشر کو راہ دی — لامکان تک اوسکے جولانگاہ کی
حسن کی اپنے دکہا کر آب و تاب — عاشقون کا دل کیا غم سے کباب

ہے اسی سے طغیانی و فسق و سرکشی — اُس سے بندہ پروری ہوتی ہے
فہم سے برتر ہے اُسکا کاروبار — نیک و بد پر ہے اُسی کا اختیار

ملحد و شیخ بت پرست بت تراش — گبر و ترسا و یہود و بد معاش
سب سے ربط آشنائی ہے اُسے — دل میں ہر اک کی سمائی ہے اُسے

دوستوں سے گاہ ہو بیگانگی — دشمنوں سے ہو کبھی ہمخانگی
دوستوں کو دربدر رسوا کرے — دشمنوں کا جو کہیں کہنا کرے

کعبہ میں پیدا کرے زندیق کو — لاوے بتخانہ سے وہ صدیق کو
عالم و فاضل ہو شیطان لعین — امتی مطلق ہو خیر المومنین

بلعم باعور کو دوزخ ملے — جنتی ساحر ہیں فرعون کے
چاہ بابل میں معذب ہوں ملک — ہو مقام زہرہ بالای فلک

پشہ سے نمرود کو فاش شکست — باد صرصر سے ہو قوم عاد پست
زوجۂ فرعون ہے وہ طاہرہ — اہلیہ لوط نبی ہو کافرہ

پروریدہ جسکا ہو روح الامین — ہو وہ گوسالہ پرست بالیقین
زادۂ آزر خلیل اللہ ہو — اور کنعان نوح کا گمراہ

دشمنوں کو دیں ہزاروں نعمتیں — رزق و صحت عیش صدہا راحتیں
دوستوں کو اپنے رنج دیتا ہے — مبتلا ہوں امتحان کیواسطے

روتے روتے بے بصر یعقوب ہو — طعمۂ کرمان تن ایوب ہو
ہو کوئی مقتول آرے سے دو نیم — طشت میں یحییٰ کا سر کاٹیں لئیم

گبر و ملحد کو کرے تصدیق وہ — دم میں مومن کو کرے زندیق وہ
دیر کو مسجد کرے مسجد کو دیر — غیر کو اپنا کرے اپنے کو غیر

کربلا میں قرۃ العین نبی — لعل زہرا کا حسین ابن علی
ظالموں کے ہاتھ سے یوں ہو شہید — اور اپنا کام دل پاوے یزید

ہو حسن کا زہر سے ٹکڑے جگر — دشمنان حق کو ہوں کر و فر
عقل سے برتر خدائی ہے تری — فہم سے باہر خدائی ہے تری

کچھ نہیں دم مارنیکا ہے مقام — ہو سکے کب حکمت کو تیری فہم عام
جو کہ تو کرتا ہے برحق جا بجا — عقل اسکی کنہ کو پہنچی کیا

کرتا ہے جو چاہے کر تو کار ہاں — عقل بندی کی کہاں پہنچے وہاں
خاک سے پیدا کرے الماس کو — سنگ میں تابش سے خور کی لعل ہو

آب سے ظاہر کرے رخشاں گہر — قطرۂ ناپاک سے سید البشر
ریگ سے پیدا کرے الماس کو — سنگ میں تابش سے خور کی لعل ہو

آگ سے پیدا سمندر کو کرے — طعمۂ جاندار کو اخگر کو کرے
ختم تجھ پر ہوگئی صنعتگری — ہے ہر اک برتر سے تجھکو برتری

یہ معاذ اللہ میں نے کیا کہا — ہوگئی مجھسے بڑی فاحش خطا
برتری کسکو ہے اُسکے سامنے — بہتری کرنیکا دعوی ہے کسے

مہتری و برتری ہے سب عیاں — اُسکے آگے ذکر اسکا ہے کہاں
برتروں کا چاک ہوتا ہے جگر — آپ ہے وہ مہتران کا سر بسر

ہے یہاں جو برترین برتران — کمترین کمتران ہے وہ وہاں
زور میں ہے جسکا آوازہ بلند — اسکے آگے ہیں ذلیل و مستمند

چرخ ہیں باعظمت تو آفتاب — ہے ترے دریائے قدرت کا حباب
لیکے ماہی سے ہر اک تا ماہ — تیری یکتائی پہ یارب ہے گواہ

بیان اپنے عجز و قصور کا اور نہ ہوسکنا حمد رب غفور کا

تیرے لائق گو نہیں میری ثنا — میں عبودیت کو لاتا ہوں بجا

تو بھی میری حمد کو مقبول کر — کر نہ عیب و نقص پر اسکے نظر
تو نے خود پیدا کیا مشت ضعیف — ہووے ناقص تحفۂ مرد نحیف

کی زبان کو تو نے گویائی عطا — ہو سکے کیا اس سے بہتر تیری ثنا
ہیں سخندان تو سخن پیدا کیے — ہیں زباندان تو دہن پیدا کرے

میں کہاں گو اور تو خلاق آفریں — میں بشر ہوں تو ہے رب العالمین
ہے زبان اک رہ لحم و عصب — حمد اے خالق بیان ہووے اس سے کب

اس سے بانسے تیرا نام پاک ہوں — سخت میں گستاخ ہوں بیباک ہوں
آب کوثر سے اگر دھووں اسے — تو بھی وہ لائق نہ ہو اس کام کے

فہم سے بدتر جو ہو صد سالہ راہ
کیا کرے وان بندۂ بی دستگاہ

جسجگہ جلتے ہون بال جبرئیل
اسجگہ دم مارے کیا مجھسا ذلیل

ہو خیال و وہم سے بھی جو پرے
کام کیا وان فہم کی تیزی کرے

سو شگافی اپنی آئے کام کیا
ہو جہان عاجز عقول انبیا

ما عرفنا جسجگہ بولین نبی
حمد کیا اسکی کرے مجھسا غبی

حلقۂ زنجیر آسا پیچ و تاب
کھاتے ہین مضمون دلمین بیحساب

سینے مین ہے بحر مضمون موجزن
پر وفا کرتا نہین سلک سخن

تو بھی کچھ حمد و ثنا تلقین کر
عقل میری ہو گئی ہے کور و کر

گر کرے لطف الٰہی تو عطا
حمد کے مضمون ہون مجھسے ادا

تجھپہ روشن ہین مضامین وے
کھینچتا ہے رنج اب بیجا صلے

گنج پوشیدہ جو تھی دم سینے مین
سو نہفتہ ہین گو اسی گنجینے مین

یا الٰہی یا اسے یا آلہ
مین ہون تیرا بندۂ بی دستگاہ

مناجات جناب الٰہی مین

ہو سکھون تجھسے کہ مجھمین ہمت نہین
دور ہون تجھ سے طاقت فرقت نہین

گر بیان اپنی کرون مین بیکلی
فاش یا اپنا کرون راز دلی

تو وہ گستاخی و بیباکی ہے آہ
جب ہون تجھ جان غم سے تباہ

عالم برزخ مین ہے مضمون بین بین
جان کو میری نہین کچھ اطمین

زندگانی ہے مری جی کا وبال
بے حضوری کے تری اے ذوالجلال

ہے نفس ہر اک تفنگ جانستان
ہے سر موے مژہ نوک سنان

بے ترے دیکھون تو کیا دیکھون بھلا
بے ترے بولون تو کیا بولون بتا

بند تن ہے مجھکو بند آہنی
جسکی کڑیان نخوت و کبر و منی

طمع و حرص و بخل و حب مال و جاہ
عجب و پندار و ریا ہین اے الٰہ

رکھ مری شمشیر ہمت ان پر
قطع ہو یہ بند جس سے سربسر

گر نہو تیری عنایت کی نگاہ
تو ہوا اس بند مین بندہ تباہ

دام مین حرص و ہوا کے ہے بند
چاہتا ہے مجھسے پرواز بلند

آہنی اک تجھپہ مین تو کہے قید
حکم فرماتا ہے کر عنقا کو قید

ہو نہین آہن تو ہو خود آہن ربا
کاہ مین ہون کر تو کاہربا

گر یہی منظور ہے تو وہ بتا
اور یہ بدبخت کر مجھسے جدا

تب برآوے کچھ تمنا دلی
ورنہ ہے سب جستجو بے حاصلی

اے اگر مولیٰ نہ بندہ کی خبر
ہے تلاش اسکی ہمارے در بدر

سر پٹک کر مر گئے صدہا بشر
کچھ ہوئی محنت نہ انکی کارگر

وہ بتا رستہ کہ اک مقراض لا
میری ہر ایک بند کو کر دے جدا

کھینچ لیجا مجھ وحدت تک مجھے
دی وہ پونہچا تہا الفت تک مجھے

کر عطا دلکو مرے ایسی تپش
جسسے جلکر خاک ہو سب بخل و غش

مور کو ہے سیر کعبہ کی ہوس
پر ہے بیچارے کو کب دسترس

بال و پر اپنے جلائے گر ہما
تب برآوے اسکے دلکا مدعا

بار ہی رحمت کے ہما کو حکم ہو
تا وہ اس زار نحیف خستہ کو

بال شفقت پر اٹھا کر لیچلے
طوف کعبہ کو اڑا کر لیچلے

جسکو تو بے رنج چاہے گنج دے
جس سے چاہے گنج لیکر رنج دے

ہین تری مخلوق دونون گنج و رنج
ہین ترے قبضہ مین یارب گنج و رنج

رنج محرومی کو میرے دور کر
گنج عرفان سے مجھے معمور کر

رنج مہجوری مین جی ہے مبتلا
راہ اپنی تو مجھے یارب بتا

تو ہی مرشد تو ہی ہادی ہے مرا
دیو غول نفس سے مجھکو بچا

غرق بحر معصیت ہون آہ آہ
انتظار معرفت ہون آہ آہ

ہین ذلیل و خوار و زار و مستمند
عاجز و مسکین نہ ہون و ناپسند

تو غنی و مغنی و عاجز نواز
بادشاہ ذوالجلال و کارساز

باسط و رزاق و ستار عیوب
قاضی حاجات و غفار ذنوب

تو گرو نسے جگہ بدتر ہی یہان
مجھسے سو درجہ ہین بہتر سگان

جس سے بدتر اس جہان مین کچھ نہین
اس سے سو درجہ ہون مین بدتر یقین

ہیں وہ گویا پدر افلاک کے
پیشوائے راہ دین مصطفٰے
جنکو پیغمبر کہے نجم الہدیٰ
انکو سمجھے حسرت کہ تو ہے برا

گر پسر وہ ہیں تو بہتر کون ہے
گروہ بے رہ ہیں تو رہبر کون ہے
مقتدا ایسا کوئی ہیں وہ اکمل ستون
اس سبب قرن ہے خیر القرون

گو کرے صد ہا برس چلہ کشی
کفش پا کو انکے کب پہنچے کوئی
بالیقین اصحاب کی ہے خاک پا
تو تیا ہے دیدہ ہائے اولیا

تھا نبی کی انہیں صحبت کا اثر
جسم انکا روح سے ہے پاک تر
کر چکا میں یہ بلاغ بس مبین
آگے اس سے [illegible] یقین

خالق تاثیر ہے پروردگار
خلق میں ہمکو نہیں کچھ اختیار
ہاں مگر تاثیر دے اسمیں خدا
دل میں تیرے ہو اثر اس عندیا کا

گوشۂ خلوت میں کرکے بند باب

سبب تالیف کتاب

ایک دن کرتا تھا میں سیر کتاب

شوق دل سے با ہزاران التماس
دیکھتا تھا میں کتاب اقتباس
اسمیں ہے مسطور حال اولیا
من وعن تفصیل سے ہے سب لکھا

حال پیدائش کا ابراہیم کی
دیکھکر مجھکو عجب حیرت ہوئی
تھا پدر انکا فقیر بینوا
کہتی تھی ادہم سے خلق خدا

اتفاقاً وہ بفرمان قضا
دخت شاہ بلخ پر عاشق ہوا
عشق کا انکے ہے افسانہ عجیب
ہے بہت نادر حکایت [illegible]

اُس سے پیدا ہو گیا ابراہیم کا
ہے عجب [illegible] گلشن [illegible] ہرا
دیکھکر وہ داستان دلکشا
غنچۂ پژمردۂ دل وا ہو گیا

دل میں یوں آیا کہ بس داستان
کیجیے ہندی میں [illegible] بیان
خلق کھولے چشم عبرت سے ذری
دیکھے خالق کی نئی صنعتگری

جلوہ ہائے قدرت حق دیکھکر
خواب سے بیدار ہووے ہر بشر
تھا یہ قصہ خلق میں گو مشتہر
میں نے کھولے اور راز مستتر

صورت قصہ ہے قشر و راز [illegible]
ہے وہ افسانہ مگر ہے وعظ و پند
ہو خرد تجھکو تو کافی ہے یہی
رو برو ہو نیکو دانی ہے یہی

دونوں کچھ ہیں ہر لیکن سود مند
پردۂ افسانہ میں ہے وعظ و پند
کھیل اسکو تو نہ ہرگز جاننا
اسکو تو اچھی طرح پہچاننا

گوہر تابان و در آبدار
خلق پر میں نے کیے ہیں نثار
چاہیے پھیلائیں سب دامان دل
لیں گہر ہائے معانی متصل

اسکو گنج باد آور جان تو
مخزن یاقوت گوہر جان تو
ہے نگارستان میں یہ مثنوی
مغز معنی ہے نہیں یہ مثنوی

پیر و مرشد یہ مری [illegible]
کاش سمجھے کوئی اسکے مغز کو
راز مخفی کو کیا میں نے بیان
قصے کے پردے میں یہ افسانہ جوان

تو بھی اس نغمہ سرائی [illegible]
چھوڑ کر رمز نہانی کو ہو ہیچ
گوش دل کو کھول تو اے بیخبر
تاکہ ان باتوں کا دل پر ہو اثر

تا نہو برباد میری جان کنی
نہووے بنیاد میری جانکنی
کھینچ کے تکلیف رنج بیکران
میں نے کھولے ہیں اسرار نہان

سمجھے تو دل سے اگر اسکا مدعا

آغاز داستان عشق ادہم کا دختر شاہ بلخ پر اور رنج و تکلیف

ہو وہی بس رہبر راہ خدا

[illegible] انکی بحال مضطر چھپکانا باد و شورش کا ایاغ و داغ کو اور جانا بادشاہزادی کا سیر باغ کو

عشق کی ہر دم نئی ہے اک نشان
عشق ہے صیقل گر آئینۂ جان
عشق سے پیدا ہوئے کون و مکان
عشق سے روشن ہیں یہ دونوں جہان

عشق ہے بیمار ہے دل کا طبیب
عشق ہے تریاق فاروق عجیب
عشق جسمیں ہے نہیں وہ دل نہیں
گل سے بدتر ہے وہ دل بے درد بین

بیخزاں ہے عشق کی باغ و بہار
عشق کا ہر دم نیا ہے کاروبار
تا ابد سرسبز ہے گلزار عشق
روز افزوں رونق بازار عشق

مرحبا اے عشق [illegible] عالی مرتبت
مرحبا اے عشق فرخندہ صفت
مرحبا اے شہسوار لامکان
مرحبا اے رہنمائے گمرہان

دیکھکر دلچسپ اُس جا کی فضا
سیر کرنیکے لیے وہ بے پناہ
نے کسی سے اُسنے کچھ بول چال
تھا زبس وہ خود بھی با جمال
ایکدن ناگاہ از حکمِ قدر
تھے کھڑے سب با نقیب و چوبدار
غرق لعل و زر مین اترا یا بسر
کر رہا تھا چشمِ عبرت سے نظر
جلد ہو جاؤ دو طرفہ ہوشیار
با ادب آہستہ لیے تخت و علم
جس محافہ مین تھی شہزادی سوار
پوشش زربفت اسکے دیکھکر
جسکا ہر سوتی تھا زرتاب دار
اتفاقاً اُس محافہ کو ادھر
ہونیوالا ہوتا ہے کوئی جو کار
ہو اگر اسباب ظاہر پر غرور
سب بندے کا اگر ہو کام کا
نیک و بد مین دخل گر اسکا ہوا
ہون سبھی صناع و کاریگر خراب
اپنی حکمت سے وہ شاہ باسخا
جبکہ باتین بجان ایکان تو
جبر سے حنظل توکل قند ہو
فرق اس ایمان مین ہے صد سالہ راہ
تھا ابھی غیب سے آئی ہوا
دیکھکے اُس شاہ نے کوئی نقاب

متصل اُس شہر کے رہنے لگا
شہر کے اندر بھی آتا گاہ گاہ
کھانے پینے کا کسی سے نے سوال
گلرخون سے دلکو تھی غربت کمال
شاہ کے در پر ہوا اسکا گذر
اور سپاہ سے پیادہ و سوار
زرق برق ایسی کہ خیرہ ہو نظر
گونہ گون صنعت اللہ رے
ہو سپاہ سے آگے اور پیچھے سوار
ایکسا جلدی بڑھاؤ تم قدم
تھے جڑے لعل و زمرد بے شمار
چوندھیا جاتی تھی سورج کی نظر
کہکشان سچ مچ سے ہو چشم نثار
خواہش تقدیر لائی کھینچکر
غیب سے ہوتی ہیں اسباب آشکار
یہ بھی اپنے ہی سمجھ کا ہے قصور
سب کرے مقصد مین ہو وہ خطا
پھر وہ بندہ کب با اصول ہوا
اُسطرف سے گر ہو مفتوح باب
سب پہ کر دیتا ہے بابِ رزق وا
یہ توکل ہے اسے پہچان تو
جبر ہے بندہ و توکل بندگی
تجھکو اے غافل ہے لازم انتباہ
اُس محافہ کا دیا پردہ اٹھا
دل ہوا اسکا سپند آسا کباب

دور آبادی سے جاے ارجمند
مرغ وحشی کی طرح سب سے جدا
صحبت مردم نہین مد نظر
دیکھتا جس جا کوئی صورت حسین
خلق کا دیکھا وہان پر اژدہام
سیکڑون حاضر غلام ماہرو
اتفاقاً ہو گیا وہ بھی کھڑا
اس مین لُبھے ہر طرف چوبدار
دختر شہ کی سواری آگئی بس
باغ مین جاتی ہے وہ عفت مآب
کیا محافہ کا کرون اسکے بیان
موتیونکی ایک جھالر جگمگی
عالم حیرت مین ششدر تھا کھڑا
کھینچ لائی اُس پری رو کو قضا
سب کو بندہ کے دخل اس مین نہین
موجد اسباب علت ہے جدا
ہر بشر ہو کسب سے شاہ جہان
کسب مین بھی ہو نظر رزاق پر
ہے کلید قفل غیبی کسب یار
کسب کر لیکن خدا کے نام پر
دوست رکھتا ہے توکل کو خدا
جبر مردود و توکل معتبر دین
آئی جب اسکی سواری متصل
جمع پہلے سے ہوا اسباب عشق
دیکھکر وہ طرز وہ اسلوب خوب

کی قیامت کیلیے اپنے پسند
سیر کرکے شہر کی جاتا چلا
پھر چلے آنا تماشا دیکھکر
کرتا وقفہ اُس جگہ پر چند دین
اور زائد حد سے اُسجا ازدحام
دست بستہ صف کشیدہ سو بسو
جو یہ ہر کی وہان کرنیلگا
اے جوانو جلد تم ہو ہوشیار
جمع جلدی تم کرو اپنے حواس
دل کے بہلانے کو جاتی آفتاب
لعل و یاقوت و زمرد کا تھا کان
تھی عجب صنعت کی گرد اسکے لگی
ایک گوشے مین الگ سب سے گدا
جسطرف بیچارہ اوہم تھا کھڑا
ہو وہی جا ہے جو رب العالمین
درمیان سے تو بھی یہ پردہ اٹھا
صاحب حشمت امیر کامران
عقل و صنعت کو اگر لوٹا فقیر
جب کیا تونے بجد و جہد کار
کچھ بھروسا کر نہ اپنے کام پر
اسکو تو ہرگز نہ بھولا ہو بقا
جبر ہے صبر و توکل نگین
دیکھتے اسکو لگا [illegible]
ہو گیا مفتوح ناگہ باب عشق
بحر حیرت مین گیا وہ ڈوب

کہربا دے سے فدا ہو کاہ پر / کر ذرا اسکی کشش پر تو نظر
کوہ مین گر ہو نہ شل چور چھپا / کب بدخشان مین ہو لعل بہا
اس جہان کے کام کا سب انتظام / عشق ہی پر منحصر ہے والسلام
بعد اسکے پھر نہ کی جنبش ذرا / مقصد قلبی جو تھا حاصل ہوا
شاہزادے نے بعجز و احترام / دفن کا اسکے کیا پھر اہتمام
اپنی اس حرکت سے وہ نادم ہوا / سود کیا جب تیر ہ سے چھٹ گیا
دل مین کر تجویز پھر کرب کو دا / ناوبال جان نہو تیرا کہا
توڑنا ہے شیشہ سہل اے خوشخصال / لیک پھر ہونا اسکا ہے محال
گرچہ توبہ پیش خدا مقبول ہے / کنہ اسکی لیک بس مجہول ہے
وہ ندامت پیر ی قابو مین نہین / چاہ کے اندر نہ گرا اے مرد دین
چاہیے توبہ مین جو صدق یقین / تیرے لئین لاکھون جتن نہین
گرچہ حکم انداز ہوا اے جان تو / ہو نہ ہرگز شیر نرکے دو بدو
خرم سودا لظن کو کر تو اختیار / کار بد سے دور رہ اے مرد کار
اشک سے اپنے دیا نالہ بہا / پھر اسی پانی سے غسل اسکو دیا
پھر وہان اک خانقاہ آسا بنا / گرد مرقد کے مکان دلکشا
سر کیا جب راہ دلبر مین فدا / وصل تب معشوق کا حاصل ہوا
جان و تن کو گر کرے تاراج عشق / تو سمجھ اسکو کہ ہے معراج عشق
دل نے او سہم کو دیا اسکا جواب / مجھکو کچھ ہرگز نہوگا اضطراب
اتنے مین پھر شور و غل برپا ہوا / یعنی اپنے گھر چلی وہ دلربا
اطلس و دیبا و زربفت و قصب / سندس استبرق و خز و عنب
با دل پر درد گریان زار زار / پیچھے اسکے ہو لیا وہ دلفگار
مثل آئینہ کے بھونچکا رہا / سر کو دیوار و در سے ٹکراتا رہا
رحم اللہ کرے میرے حال پر / نام سے اسکے مجھے دیجے خبر
بولے دربان اے فقیر خستہ جان / ہے یہ لڑکی دختر شاہ زمان
بادشہ کا غصہ ہے قہر خدا / اس سے ڈر لازم ہے اے مرد خدا

دیکھ حال اب تو مقناطیس کا / کیا ہی اسکا جذب ہے
گر صدف کو عشق پانی کا نہو / قطرہ قطرہ گوہر یکتا نہو
سر کو شہزادے نے لیکر ہاتھ پر / اپنے سینے پر رکھا با چشم تر
اپنے پاؤن یار کے گھر سے گیا / آیا ہے پاس لیکے گھر کا
دیکھکر یہ حال وہ جان جہان / اسقدر رویا کیا الاماں
ابتدا مین سوچنا ہے سودمند / حرف بیجا سے کرو اول لب کو بند
ہے زبان تیری کلید قفل دل / وہ نہ کرنا جس مین ہو منفعل
باز رہ اول گنہ سے اے جوان / تا نہ ہو آخر کو تو خوار جہان
جو ندامت چاہیے توبہ مین یار / وہ نہین ہر وقت ہوتی اختیار
اس بھروسے پر نکر ہرگز گناہ / بخشدیگا جرم توبہ سے اللہ
زہر پر ہے پاس جو تریاق گر / آگ سے بچ گرچہ پانی پاس ہے
پھرنا آتا ہو گر تجکو ہزار / قعر جیحون مین نہ لے غوطہ یار
اتنا رویا غم مین اسکے یار ہو / دھویا آب اشک سے سر کا لہو
آخرش وہان ہی وہ مرکر دہر / دفن یار کے کر دیا بیرون در
لذت دنیا کو مطلق چھوڑ کر / بیٹھا اس مرقد پہ وہ زیبا پسر
ایک سر کیا ہے ہزارون سر فدا / اس حقیقت کو سمجھ جاتا
جب تلک وہم سے دل نے دھیان / سر کے دینے پہ ہوا حاضر بجان
لاکھ بھی کر دے اگر قضا حسن / وہ بھی مین کر دون فدا اسکے تن
ہو گئے پھر اپنے محافہ مین سوار / صحرو شہرا کو کیا باغ و بہار
تن پہ سر لک کی بھی پوشاک تھی / ارض صحرا رشک صد افلاک تھی
گھر مین جب داخل ہوئی رشک قمر / رہ گیا او ہم کھڑا بیرون در
پوچھا دربان سے یہ جا نجہان / کون تھی کچھ بتاؤ اسکا نشان
تا کرون اسنام کو ورد زبان / پر شکر ہون نام کا تم زبان
اس خیال خام سے اپنے گذر / تا نہ ہو اسبات کی شہ کو خبر
پوچھا اسنے ہے کہان وہ بادشاہ / جسکی دختر ہے یہ رشک مہر و ماہ

رونق افزا ہو کہان مجھسے کہو — تا کرون آداب مین اس شاہ کو

حکم پادشون کو تھا میر و گدا — جو کوئی چاہی وہان آ دے چلا

کوئی مانع ہو نہ اسکا زینہار — داد کو تا پہونچی ہر مظلوم خوار

کر رہا تھا بادشہ دربار عام — تھا وہان خلق خدا کا ازدحام

جانا ادہم کا پاس بادشاہ بلخ کے اور سوال

شاہ والا جاہ کا پا کر پتا — بر سر دربار ادہم بھی گیا

بر راست جانب پکڑا تھا جو زر — اس سے بولا ایک وہ تھا بیٹھا

کسلیے غمگین حیران ہو کھڑا — مدعا کیا ہے دل درویش کا

کر عطا جو شے اسے مطلوب ہو — گو کہ وہ کیسی نفیس خوب ہو

مالک خلاق و دارائے جہان — رد نہین کرتا سوال عاجزان

سو اگر وہ شے تری حق مین ہو — سو ہے اسکا سوا چاہت فزون

لیک کب سمجھے اسے عقل بشر — عقل کل کے فہم سے ہو جو بدر

طفل گر رو رو کے مانگے انگبین — باپ جو عقل کے سوا دیتا نہین

تو تو ہے جو چاہے مال سیم و زر — اسکے اندر ہے ترے جیکا خطر

اسلیے کرتا ہے رد اسکو خدا — تا نہو تو سو بلا مین مبتلا

سنتے ہی جھٹ پٹ وزیر باوفا — بادشہ کے حکم کو لایا بجا

بعد ازان پوچھا بیان کو دعا — کیون کھڑا ہے مقصد قلبی ہے کیا

پوچھتا ہے حال تیرا بادشاہ — کسلیے ہے یون تری حالت تباہ

بادشہ سے کہیو میرا سلام — بعد اسکے پھر یہ کہدینا پیام

گو کہ ہین درویش ہم مفلس غریب — پر حسب مین ور نسب مین ہین نجیب

گو نہ ظاہر ہو کسی سے بد نظر — بندے اک اللہ کے ہین سارے بشر

آگے حق کے ہے یہ ذرہ بے نظر — ایکسان ہین ہم فقیر و ہم امیر

اپنے ہی دل مین کہا کر یہ حجاب — کچھ نہ ادہم کو دیا اسنے جواب

گو کہ غصے کا نہایت جوش تھا — رعب سے شہ کے وہ خاموش تھا

بادۂ نار جہنم ہے غضب — سرد ہو بے ہوش کا بل کے سبب

دل ہی دل میں اپنے کہتا تھا وزیر
بعد ساعت کے کہا شہ نے کہ ہان
سن کے یہ بولا وزیر خوش خصال
طبع کو سننے سے جسکے رنج ہو
بات کوئی دیتی ہے آتش لگا
ملتئم ہوئیں جراحات سنان
کچھ نہیں معلوم جب تک لب ہیں بند
ہے یہ گویائی طلسم بے نظیر
اک سخن کہنے سے ہو صد جہان
چاہیے پرہیز او حفظ لسان
گو نکلی اُسنے زبان سے قیل و قال
وضع درویشانہ تھی اسکی مگر
مرد حقانی کی پیشانی کا نور
رعب شہ پر جو ہو صاحب نسبت
مرد حق تنہا نہیں ہے بیگمان
اہل دل ہیں سب فقیر و بادشاہ
بسکہ معنی رکھتی تھی خوب عصا
کہا ہے وہ راز نہانی اے فقیر
بندۂ عاجز ہوں مسکین و نحیف
شہر میں آیا تھا پھر سیر آج
قدرت حق سے چلی ایسی ہوا
تیر مژگان ہو گئے سینہ کے پار
جسنے دی یہ دولت و ثروت تجھے
ہوش و گوش و عقل و دین و فر کا
پھر حق تو کر مری حاجت روا

ہے جو بیٹھا اک پیر و فقیر
عرض کر حال اے فقیر خستہ جان
عرض کے قابل نہیں اُسکا سوال
عرض اے شہ کیا کرون اُسکا تکو
اک سخن ہوتا ہے دُر بے بہا
اچھا ہوتا ہے نہیں زخم زبان
سعد ان حنظل ہے اندر یا کہ قند
سوچ کے کر تو کلام دلپذیر
اک سخن سے ہو جہنم میں مکان
تاکہ ہو سر دفتر اہل زبان
پر عیان تھا اُسکے چہرے سے جلال
شاہ کے دل پر ہوا اتنا اثر
کب چھپا رہتا ہے پیش ذی شعور
ہیبت حق ہے نہیں خلق سے
وہ نہیں کھاتا ہے فوج بیکران
گو کہ ظاہر میں ہے یہ حال تباہ
لشکر فرعون کو غارت کیا
جسکو سنکر ہو گیا برہم وزیر
کمتر از خار و خس و مور ضعیف
دل کے بہلانے کو تا خوش ہو مزاج
اس محافہ کا دیا پردہ اٹھا
میں ہوا سو جان سے اُسپر نثار
جسنے دی یہ خوبی و حشمت تجھے
ہمت و جود و کرم لطف و سخا
حق تری مشکل کا ہو مشکل کشا

بینوائی میں ہے یہ کر و فری
کیا کہا کچھ بھی کہا اُسنے سوال
جو کہا ہے اُسنے اے شاہ زمن
سینہ مردم ہے صندوق اے امیر
ہے زبان تیری کلید غیب
گر ضرورت میں لبونکو نہ وا
جب کیا اپنے لبونکو تونے وا
ہے اسی سے جان کا تیرے خطر
ایک کلمہ سے ہوا ظاہر صدق و کذب
شاہ نے ہر چند کی تفتیش حال
آخر ادہم کو بلایا شاہ نے
دل میں سمجھا ہے یہ مرد با خدا
ہے اثر سجدہ کا سیما سے عیان
آئی تنہا عیب سے سب انبیا
حفظ حق ہر وقت ہے اسکا عزیز
حال ظاہر ہے نہ کر ہرگز نظر
شہ نے پوچھا با ادب و عزت سے
جب کہا ادہم نے اے شاہ زمن
میں نے دنیا دیکھ کر ناپائدار
بادشاہزادی محافہ میں سوار
ابر جب خورشید سے یکسو ہوا
ہے یہی تجھسے فقط میرا سوال
جسنے بخشا ہے تجھے یہ عز و جاہ
اس عطا پر اسکی تو کر کے نظر
تو ہو گر اس کام کا میرے کفیل

ہے یہ بیشک لائق گردن زنی
کر بیان مجھسے مفصل اُسکا حال
میں نہیں کہہ سکتا ہرگز وہ سخن
ہے زبان مصحف میں کلید خیر و شر
لفظ ایسا تو نہ کہہ جسمیں ہو عیب
ایک ہو ہر حرف در بے بہا
راز سر بستہ ہویدا ہو گیا
اور ملتا ہے اسی سے سیم و زر
ایک سے پیدا ہو عشق کی آنچ
کچھ نہ بولا وہ وزیر خوش خصال
سامنے اپنے بٹھایا شاہ نے
عابد و زاہد کریم و پارسا
پیش چشم عاقلان و کاملان
بادشاہوں کو مطیع اپنا کیا
جابر و ظالم سے اُسکو ڈر نہیں
معنے میں لفظوں کی اندر غور کر
کر بیان جو کچھ تمنا ہے تجھے
دو مہینے سے ہوئی بن رو رہا
کی ہے اول سے فقیری اختیار
پاس سے گذری مرے ناچار
حل ہو گیا مطلب مشکل
بھر ذات پاک حق ذوالجلال
دیدیا سجدہ و عدہ ملک سپاہ
عقد شرعی میرا اُس دختر سے کر
حقتعالی ہے ترا نعم الوکیل

۴۱
جراحات السنان لہا التیام
ولا یلتام ما جرح اللسان

حشر مین اک اک کہیگا برملا
کی ادا گر تو نے سجدہ مین نماز
گو منہ اوہم نے کیا منہ سے مقال
شاہ کی جسدم پڑی اُسپر نظر
بد دعا سنکے اگر اپنے کہے
دل ہی دلمین اپنے کہتا تھا کبھو
کر کے تو کبر و منی کو دل سے دور
کام اگر چہ سہل یا دشوار ہے
مشورت سے عقل ہو تیری فزون
مشورت کو چاہیے مرد امین
یار بد سے راز کو اپنے چھپا
گر نہ سنتا یار بد سے غلط پند
ڈوبتا کیون ایسی وہ گرداب مین
شہ وہانسے اُٹھکے خلوت مین گیا
ورنہ کچھ تدبیر ایسی ہے ضرور
یہ فقیر خستہ ژولیدہ حال
رستم دستان جہان ہو پیر زال
مرد کم مایہ مین جرأت کہان
یا تو خبطی یا دلا مجنون ہے یہ
وعدہ پہلے مین نے اُس سے کیا
خوف جان ہے مجکو اب انکار سے
میری ہر اک کام کو ہے تو کفیل
سنکے ارشاد شہنشاہ کو وزیر
دشمن جانی ہون تیرے بدسگال
گر مرا ہر موی تن سے ہو زبان

سامنے اُسکے جو کچھ تو نے کیا
تو شہادت دیگی وہ با صد نیاز
لیک ہے صورت ہی سائل کی سوال
ہیبت حق کر گئی دلمین اثر
مین ہون زندہ نہ دختر ہی ہے
ہے جوان فرخندہ طلعت خوبرو
عقد دختر اُس سے کرے بالضرور
مشورت اُسمین لے درکار ہے
مشورت ہے راہ حق کی رہنمون
تا نکرے تجکو پیوند زمین
تا نہ ہو بچانے تجھے تحت الثری
ہو تا کبھی وہ قعر مین دوزخ کے بند
تا ابد ہو جسکے پیچ و تاب مین
تا وزیر اوسنے کرے یہ مشورا
جس سے تشویش خاطر کی ہو دور
بیچا بابا یون جو کرتا ہے سوال
شیر نر جیسا ہو دہشت سے شغال
یہ دلیری اور یہ ہمت کہان
یا ولی خالق بیچون ہے یہ
تنگ ہو کر کرے کچھ بد دعا
بد نما ہے پھر نا بھی قرار سے
سلطنت کے جز و کل کی ہے دلیل
بولا اے فخر سران ملک گیر
دوست تیرے دمبدم ہون نخل نہال
تو ہی تیرے سنکر کا کب ہو بیان

تو اگر رکھتا ہے سجدہ مین جبین
کی اگر سجدہ کی تو نے رفت و روب
دم بخود درویش تھا ساکت کھڑا
آیا دلمین عجب سے شہ کے خیال
تھا تردد مین خمش شاہ جہان
ہے نہایت خوشدل و یہ نوجوان
دین اگر ارکان ملت بھی صلاح
عقل کو ہوتی ہے عقلو نسے مدد
مشورت سے عقل تیری ہو دو چند
یار بد سے پر نکر راز آشکار
مشورت فرعون نے ہامان سے کی
چلتا وہ گر آسیہ کی راہ پر
چاہیے تفصیل اس قصے کی گر
عقد کرنیکی اگر دو دین صلاح
حکم کے موجب ہوا حاضر وزیر
خوف مرنیکا نہ ڈر زندانکا ہے
ہے دہان یہ اسطرح جسے بے ہراس
بیخطر یہ یون جو کرتا ہے سوال
ہے جو یہ جسے پاسکے آب و تاب
درد دل سے جو کہ کرتا ہے دعا
مین نے سونپا کام تیرے راز پر
ہے تجھے اس کام مین بھی اختیار
ہو ترے اقبال کے آگے سدا
ہو نہین سے روٹی غلام جانفشان
سلطنت تیرا ابد نسیان مین گیاہ

تو گواہی دیگی یہ اُسکی زمین
شاہد صادق ہے ہر ہر خشک و خیب
ششدر و حیران ہوشان چشم وا
ہے عیان چہرے سے اُسکے جلال
حیرت فکر و الم سے لب گران
اسکا ہر انداز ہے مرغوب جان
کر اسی سے اپنی دختر کا نکاح
مشورت دانا سے کر اے پیر خرد
مشورت ہے ہر طرح سے سودمند
لے نہ مشورے احمقونسے زینہار
وہ ہی اسکو طوق گردن ہو گئے
بحر قلزم سے نہوتا کچھ خطر
مثنوی مین دیکھ لے اور غور کر
تا کرون دختر کا مین اُس سے نکاح
شاہ نے پوچھا کہ اے دانا وزیر
رعب شاہی کا نہ خطرہ جانکا ہے
لرزہ تن پر ہے نہ مختل ہین حواس
ہے بلا شک اسمین اچھا نہین کچھ کمال
اسمین حکمت ہے نہین کچھ بیحجاب
اُسکو سن لیتا ہے جلد اپنے خدا
جو کہ اب اور بہتر ہے وہ کر
جو پسند آوے سو کر اے نامدار
سورۂ انا فتحنا کا لوا
خاص فدوی کمترین نوکران
فیض تیرا آب مین گشت تباہ

عقل کے یہ بات تو ہے برخلاف
زوج ہو مسکین کی زوجہ بادشاہ
کب برابر ہون گلیم و طیلسان
استعیذ اللہ کہان عرش برین
طائر و حیوان جن و انس مین
چاہیے ہمسلک ہو ہر شاہسوار
وہ کہان بدر الدجی بدر خصال
پادشہ جسکی تمنا مین سدا
کون ہے جسکو تمنا یہ نہین
عقل سے یہ بات ہے شاہا بعید

داب شاہی کے بھی ہے برعکس صاف
ازدواج اسکا ہے ظلم عدل گاہ
اک ہما کیونکر ہو کاہو کلنگان
اور کہان یہ خاک تاریک زمین
کفو ہونا شرط ہے ہر جنس مین
ہو کوئی زیبندہ لعل آبدار
اور کہان یہ خستہ ژولیدہ حال
مانگتے ہین رات دن حق سے دعا
رات دن اسکا وظیفہ ہے یہی
منزلون ہے دور کہسون ہے بعید

زوج زوجہ چاہیے ہم کفو یار
ظلم کیا ہے صرف کرنا بے محل
زاغ کو نسبت کبوتر سے کہان
جفت باہم بھی نہین جاتے کبھی
باز کو کوے سے کب پیوند ہو
ہے زیادہ یہ قباحت سے کہ گر
وہ کہان قطب زمان ماہ منیر
ہے شہان ملک کو یہ آرزو
وصل جسکا چاہتے ہون شاہ شب
خلق مین ہے باعث خندہ بدی

جواب دینا پادشاہ کا وزیر کو اور رد کرنا اسکی حجت کا

شاہ نے سنکر کہا ای بے ہنر
کہتا ہے پیغمبر خیر الزمان
حسن عرضی ہے یہ کچھ ذاتی نہین
گردش دوران سے دم مین بادشاہ
حال ظاہر پر نکر اسکے نظر
شاہ کا بھی ہو اگر باطن سیاہ
خلق کی نظرون مین محتاج و ذلیل
جو کہ اس عالم مین ہین خوار و تباہ
اس جہان مین جو کہ ہے سب کو پسند
اس جہان مین عیش و فخر و خرمی
جس سے ہو دنیا مین فخر و عز و جاہ
سو یہان جس سے زیادہ آبرو
تا الگ ہو جائے سر کہوٹا کھرا
جو رہا اس چرخ مین ثابت قدم
خوشخطی اور بدخطی ہے ظاہری

ع الفقر فخری

فقر سے ہے مجکو فخر دو جہان
عرضی ذاتی کو ہو کچھتا نہین
ہو ذلیل و خوار و مسکین و تباہ
کچھ صفات باطنی مین غور کر
ہے وہ عند اللہ کم از برگ کاہ
ہین وہ عند اللہ عزیز و جلیل
عالم غیبی مین ہین وہ بادشاہ
انکسار و فقر و خواری ہے پسند
اس جہان مین درد و اندوہ و غمی
ہو وہان عقبی مین اس سے روسیاہ
ہو وہان اس سے ذلیل و زرد رو
دہریہ و فلسفی ہوئین جدا
کچھ نہین سندان اسکو خوف و غم
دخل معنی مین نہین رکھتی ذری

مال و دولت حشمت و جاہ و جلال
حال ظاہر کا نہ کر تو اعتبار
ہو فقیر و مفلس اک دم مین امیر
حق تعالی دیکھتا ہے قلب کو
ہین بہت سے مرد ظاہر مین حقیر
گو کہ ظاہر مین ہین محتاج و گدا
جو یہان رکھتا ہے عز و امتیاز
اس جہان مین عز و جاہ و امتیاز
ہے یہ دنیا فعل معکوس ای جوان
ہے یہان جس سے زیادہ خرمی
ہے یہ دنیا بوتہ زرگر مگر
ہوئین کہوٹے یہان وان رسوا
گر کلام اللہ ہو بد خط لکھا
طفل ہے [illegible]

آب زر سے ہو لکھا تو ہو رہی
گر سیاہی سے ہوا تو ہو وہی

اہل معنی کی ہے معنی پر نظر
جانتے ہیں خوب لعل و سیم و زر

لاجورد و جدول و رنگ طلا
ہے فریب طفل اے مرد خدا

پیش چشم مرد دانا جلوہ گر
خوبی معنی ہے رشک صد قمر

تو بھی ہو معنی کا اب جان آشنا
تا کجا پابندیٔ ظاہر شہا

جواب دینا وزیر کا بادشاہ کو اور روکنا تسخیر پادشاہ کا

سن کے نقض شاہ یوں بولا وزیر
ہے ترا ارشاد حق دلپذیر

آپ کا ارشاد بے کم اور کاست
سر سے پا تک ہے وہ حق صدق و راست

عقل شاہوں کی ہے سب عقلوں کی شاہ
ہم شب تاریک و عقل شاہ ماہ

عقل شہ ہے مخزن بے انتہا
خوشہ چیں اسکی ہے سب خلق خدا

یہ معاذ اللہ نہیں جنگ و جدال
ہے غرض مسئلہ مجھکو عرض حال

کی جو گستاخانہ میں نے حق و دق
ہے غرض مجکو فقط احقاق حق

تا نہ ہو وہ خبط بے سر و جہان
اپنے بیگانوں میں ہو چہ ستہان

لازم ذاتی ہے ہر شے کو ضرور
وہ نہیں ہوتا کبھی اس سے دور

پادشاہی کے لوازم اور ہیں
اور گدائی کے نرالے طور ہیں

اختلاط اسکا نہیں ہرگز روا
راہ اسکی ہے جدا اسکی جدا

سلطنت میں چاہیئے ہے رعب و داب
زیب و زین جاہ ہے جی آب و تاب

ہیبت و قہر و سیاست کر و فر
زجر و توبیخ و قتال و زور و زر

ہو اگر اسباب میں کوئی قصور
انتظام ملک میں پھر ہو فتور

ہو فقیر مکر پر راغب مزاج
چاہیئے اس شخص کو کیا تخت و تاج

آشنا معنی سے گر ہوتا گدا
صورت ظاہر پہ کیوں ہوتا فدا

دیکھتا گر جلوۂ رخسار یار
بت پرستی کیوں وہ کرتا اختیار

غیر حق اے پادشاہ داد گر
جو ہو بت ہو ملک بت سے بھی بتر

بت پرستوں کو ہے کرتی طعن خلق
تنگ کرتے ہیں جسے ہے اہل خلق

ہے جنھوں نے سمجھے ہر اک بے خبر
بت پرستی پر ہے غیر حق کی نظر

ہے بغل میں تیرے بتخانہ چھپا
آپ کو تو جانتا ہے پارسا

ایک ہے سو بت پرستوں کا صنم
تو بناتا ہے نیا بت سیہ دم

مال و زر سے تجھے وابستگی
اقربا و خویش سے ہے بستگی

وصل ان چیزوں کا ہے فصل خدا
چھوڑ سب کو تا کہ ہو وصل خدا

ہے تو غیر و بیر دل جانے خدا
اور ہے صدا آپ کو ہے جانتا

وہ ستون توحید اصلی ہے یہی
ماسوی حق کے نہ ہو وابستگی

راز باطن سے جو یہ ہوتا خبیر
مبتلا صورت پہ کیوں ہوتا فقیر

نور حق کے روبرو اے پادشاہ
ذرے سے کمتر ہیں یہ خورشید و ماہ

جسنے دیکھی جلوۂ حق کی بہا
لاوے کب خاطر میں بستاں

جو نہیں ہوتے حقیقت سے خبیر
ہوتے ہیں عشق مجازی میں اسیر

جوش پر از بس ہیں ایام شباب
اور نیا یہ عشق کا ہے پیچ و تاب

نشۂ ہستی میں بکتا ہے گدا
جی میں جو آتا سو کہتا ہے گدا

جبر ہے پر اسکے نہیں کچھ جلال
نشۂ مے سے ہیں آنکھیں لال لال

ہے نظر سبزی خرف تری کو گر
آدمی سمجھے کہ ہے تابان گہر

عاج کیا سمجھا ہے چوب ساج کو
کیوں نہ سمجھا ہے اس دراج کو

آدمی ہیں گرچہ یک جنس اے فتا
فرق انمیں ہے ولے بے انتہا

ایک تو پیغمبر صدر الوری
ایک بوجہل لعین ناسزا

ایک تو موسیٰ کلیم رازدان
ایک فرعون ذلیل و مستہان

باوجود اک جنس کے کتنا ہے فرق
بعد انمیں ہے بسان غرب و شرق

سیل ہر اک کو ہوا نیل مثل ید
شرع میں بھی ہے تساوی پر نظر

شرط ہے ہم کفو میں حسن و جمال
ہم نسب ہم پیشہ ہم سن و مال

شاہزادی کا گدا سے ازدواج
گو یا ہے پیوند چوب ساج و عاج

ہے کسی کے بر میں لیلیٰ کا لباس
اوڑھا ہوا بے نشین آج پلاس

دیکھے ہے ایسی قبا بر نشین
بوریا ہو جسکے استر میں کہیں

برخلاف عقل یہ پیوند ہے
عقل کیا قطع سر فرزند ہے

ورنہ ہی میری تمنای وصال / بوالہوس کے دل میں ہو یہ احتمال
جستجو شہروں اور دونی کی سالہا / پر نہ اسکے مثل کا پایا پتا

کھویا مدت تلک خراج سلطنت / پر ملا موتی نہ اسکے ہم صفت
حوصلا اک اک کا پست آخر ہوا / شبچراغ انکو نہ اک موتی ملا

اصل جو تھا اسکی ہی گر تجکو خیال / ہی بغیر اسباب کے ملنا محال
لا کہیں سے ایسے مروارید کو / عقد تا ایسے گہر کا تجسے ہو

ورنہ کیوں اوقات کرتا ہی خراب / مفت میں کھاتا ہی کیوں پیچ و تاب
بیٹھ گوشے میں خدا کو یاد کر / اس خیال خام سے اپنے گذر

سو برس تک گر کرے گا جستجو / تو نہیں پانے کا مروارید کو
ثانی اسکا گوہر تابان کہیں / پادشاہوں کے خزانے میں نہیں

ملنا اس موتی کا ثانی ہی محال / دور کر تو وصل کا دل سے خیال

جواب دینا ادہم کا وزیر کو اور عجز کرنا حصول مقصد کیلیے

پھر کے ٹھٹھے سی اس نی ہنس کے کہا / کیوں ہنسی تو مجھسے کرتا ہی بھلا
میں بچارا بینوا مفلس فقیر / میں کہاں پاؤنگا موتی بے نظیر

پاس تیرے ایک جوہر ہو نہیں / موتی ہیں یہ آنکھوں نے دیکھا نہیں
مجھسے کیوں کرتا ہی یہ مکر و فریب / جھوٹ کو با تو نے کیوں دیتا ہی زیب

مجھکو کیوں کرتا ہی رسوا دربدر / حقتعالے کے غضب سے خوف کر
عاجز انسے تو نکر یوں ریشخند / حقتعالے کو نہوگا یہ پسند

کیسا موتی اور کیسا شبچراغ / شبچراغ اپنا ہی یہ سینے کا داغ
قادر مطلق ہی وہ رب قدیر / ہیں اسی کے بندے سب میر و وزیر

اسکی وہ قدرت ہی گر منظور ہو / لعل و گوہر کردے ہر اک سنگ کو
ہر خزف ریزی کو گر چاہے خدا / ایکدم میں کردے در بے بہا

گو کہ ہیں عاجز و مسکین فقیر / ہو مرا موتی تو ہر شی پر قدیر
مجھکو ہنستا ہی گدا پہچان کر / ٹھٹھے تو کرتا ہی مفلس جانکر

دوسرے کو جو کہ ہنستا ہی یہاں / وہ ہنسا جاتا ہی اکدن بیگمان
منفعل ہوکر لگا کہنے وزیر / سچ مرے کہنے کو تو جان ای فقیر

ہی مجھے ذات مقدس کی قسم / سچ ہی جو میں نے کہا بے کیف و کم
لغو میرے قول کو ہرگز نجان / راست کہتا ہوں مرے کہنے کو مان

لاوے گر دلیا ہی وہ بے بہا / تو ملیگا تیرے دل کا مدعا
ہی مگر یہ شرط آئین ای گدا / گوش جان سے سن لے تو اسکو ذرا

جو نہ لایا اسکا تو ثانی گہر / ہو نہ پھر اس شہر میں تیرا گذر
پھر نہ اپنا منہ مجھے دکھلائیو / بلخ کی جانب نہ ہرگز آئیو

دلمیں اسکے یہ کھٹکا تھا اسے یقین / موتی ثانی اسکا دنیا میں نہیں
جبکہ شاہوں کے خزانے میں نہو / کب ہم پہونچیگا اس مسکین کو

اسلیے کرتا تھا وہ پیمان سخت / قول و اقرار ایسا لینے سے درست
اسکی مخفی اسپ ظاہر پر نظر / قدرت اللہ سے تھا بیخبر

تو قدم اسکا ذرا مضبوط گاڑ / ہی یہاں تنکے کے اوجھل میں پہاڑ
ہیں خدا کے کارخانے بیشمار / عقل کچھ سمجھا نہیں کرتی ہی کار

غیب کا عالم ہی وہ بے انتہا / خس یہاں کرتا ہی کار اژدہا
ماہ ہو جاتا ہی شق انگشت سے / پشہ سے نمرود آخر جان دے

آگ کے بنتے ہیں گل ابراہیم پر / پانی ہو جاتا ہی خون پیش نظر
سنگ کرتا ہی شہادت کو ادا / تیشے کا سر دور کرتا ہی جدا

جسکو سمجھا ہی یہاں مال خطیر / ہی وہاں سب سے زیادہ وہ حقیر
تو جسے سمجھا ہی در بے بہا / ذرے سے کمتر ہی وہ پیش خدا

جسکو سمجھا ہی یہاں ال خطیر / ہی وہاں سب سے زیادہ وہ فقیر
گر یہ مسکین بھی رہیں تو یقین / شیر شرزہ سے یہاں کچھ کم نہیں

خلق جسکو جانتے ہی بینوا / کفش پا اسکے ہی دنیا بے بہا
چیونٹی کرتی ہیں سلیمانی وہاں / ذرے کرتے ہیں نگہبانی وہاں

حاکموں کا چاک ہوتا ہی جگر / ملتا ہی ادنی کو تاج و تخت و زر
گونہ گونہ کارخانے حق کے ہیں / عقل میں ہرگز نہیں سکتے ہیں

ان اللہ علیٰ کل شیء قدیر
یا ابراہیم

دیکھا جب اوہام نے اصرار وزیر
لاؤنگا میں گر اس سے بھی بہتر گہر
بعد لانیکے جو میرا عقدہ ہو
یا تو ہون یا وہ طلب مین تلف
صاف کہدی اپنے دل کا مدعا
اپنی کم فہمی سے ہوکر مستعد
یون کہا واللہ باللہ اے گدا
ایکدم بھی مین نہ سونیکی دخیل
بولا اچھو دستور وہ موتی کہا
خواب مین جبھی کبھی دیکھی نہین
دل ہی دل مین خوش ہوا اسکو وزیر
ہوگیا حیلہ یہ میرا کارگر
مخزن شہ مین نہایت پُرضیا
رات کو ہو جس جگہ وہ بے چراغ
ہے جڑاؤ وہ جو صندوق طلا
جلد لا اس درج زرین کو نکال
قفل کو وا کر سکے تا بندہ گہر
دیکھکر موتی کی وہ لمعان برق
بے ترے الطاف کے رب کریم
جسکو ہم سمجھین مین ظاہر مین محال
ختم تجھپر ہوگئی کاریگری
قند نے سے اور غضب نے زہر ہے
چار ضد والے کیا عالم نیا
گو کہ ہے دانا و عاقل ہر وزیر
اسکے پانے کو سمجھتا ہے محال

عہد و پیمان قول و اقرار وزیر
وعدے مین لغزش نہو بار دگر
تو نکلتا ہون ابھی تفتیش کو
گوہر مقصود یا لاؤن بکف
تا مری خاطر سے جاوے غدغا
عہد اوہام سے کیا اُسنے بجد
موتی گر تو لایا ویسا دوسرا
ہے خدا اس امر کے کہنے پہ کفیل
چاہتا ہے جسکا ثانی دوسرا
ممکن اصلا جستجو اسکی نہین
جسمین سمجھا دام مین آیا وزیر
سر گیا درویش کے لینے کو شہر
ایک موتی بے بہا مشہور تھا
تھا نہ کچھ درکار اسکے گھر مین چراغ
اسکے اندر درج ہے یاقوت کا
تا کہ اوہام کو دکھاؤن اُسکا حال
رکھکے اوہام کے دکھایا ہاتھ پر
بحر حیرت مین ہوا درویش غرق
کب ملے ایسا مجھے در یتیم
ہے ترے قبضے مین اے ذوالجلال
تجکو ہے سب پر تو نے برتری
شیر خون سے اور شراب انگور سے
جسکے اندر گم ہے عقل انبیا
تیری قدرت سے ہے غافل ہر پیر
اسلیے یہ عجز سے کرتا ہے سوال

یون کہا گر تو ہے اُسمین راست گو
ہو نہ عذر اسمین نہ ہو تکرار کچھ
اپنی قسمت آزمائی مین کرون
پر ہے گر حیلہ بہانہ اے وزیر
لیک غفلت کے سبب سے تھا اسیر
کھا کے پھر اقسام ایمان شدید
لیکے آوے جبکہ مروارید کو
یہ ہوا اوہام کے دل مین جب یقین
ہے طلب مجہول مطلق کی محال
صورت و شکل ضیا و سنگ و رنگ
لینے موتی ویسا پایا کہیں نہین
یا تو ن یا تو نہین بلا سر سے ٹلی
رات کو ظلمت مین وہ روشنی
تھا خزانہ پر جو داروغہ لعین
اُسکے اندر ہے وہ درخشندہ گہر
لایا جلدی سے خزانہ دار شاہ
دیکھی جب اوہام نے موتی کی صفا
دلمین کہتا تھا نہایت منفعل
تو ہی ہے مفتاح قفل بے کلید
کام جو مشکل ہین آئے نظر
خاک سے الماس و گل سے گلگری
رحم زن مین ایک قطرہ آب کا
لطف تیرا گر نہووے جاوے گر
ذہن مین اسکے یہ قدر بی بہا
لطف تیرا گر ہو میرا دستگیر

جانا ادہم کا تلاش گوہر مین اور آوارہ پھرنا مدت تک بحر و بر مین ملاقات حضرت خضر کی آخر کار اور ملنے موتی سے بے بہا نہایت بیشمار

دیکھکر اس گوہر رخشندہ کو / یوں کہا ادہم نے اے فرخندہ خو
گو کہ ہے یہ کار مشکل ہو فنا / لیک ہے حلال ہر مشکل خدا
کہکے یہ ادہم ہوا صحرا نورد / بیقراری سے لیے مانند گرد
روم و شام و ہند و ایران و ختن / چین و ماچین و صفاہان و یمن
راتدن جو فکر تھی جی سے لگی / جستجو کرتا تھا تا فرزندگی
گفتگو سے بند لب آشفتہ حال / مثل مجنون ہجر لیلی مین نڈھال
خونچکان آنکھ تنگ تھا دل غنچہ سان / مثل سنبل مو پریشان و طپان
اسکی سودائے محبت مین گدا / دین کا مطلق نہ دنیا کا رہا
ذرہ ذرہ کرکے جسم زار کو / خاک راہ یار کر جو ہو سو ہو
میری مشت خاک اے باد صبا / لیکے جا جسجا ہے وہ رونق فزا
جو کوئی آتا نظر اسکو بشر / اس سے کہتا تھا کہ اے عالی گہر
اک پری کے گوشوار کیلیے / گوہر غلطان کی خواہش ہے مجھے
دیکھکر آشفتہ و ژولیدہ حال / کرتی دیوانہ اسے خلقت خیال
عشق ہے اور سو بلا سے خواہان / عشق ہے اور سو جنون زاریان
عشق کیا ہے اک بلائی جان ہے یہ / عشق کیا ہے آتش سوزان ہے یہ
عشق نے کی جس کسی کے دلمین جا / وہ ہدف تیر بلا کا ہو گیا
ہوتا جس بازار مین اسکا گذر / تاجرون سے مانگتا تابان گہر
آیا دلمین آخرش اسکے خیال / شہر مین ملنا ہے موتی کا محال
معدن گوہر جہان ہے چل وہان / چھوڑ کے اسباب جا ہر ایک آن
پیدا بحر شور مین ہوتا ہے در / شپرا غوطے سے صدف تا ہین بہ
مستعان ہے ضعیف خستہ جان / مستغاث ہے نحیف ناتوان
کیون بھٹکتا ہے عبث تو دربدر / عام رحمت ہے خدا کی رکھ نظر
مین خدا سے پاکے یک نامہ بر / جستجو کرتا ہون مین ایسا ہی گہر
کام ہو گو سخت مشکل کیون ہے پر / ہے خدا کے سامنے وہ سہل تر
جستجو کی طرح صحرا مین سدا / راتدن پھرتا تھا وہ مفلس گدا
کوہ و کو و جبر و بحر و بر و بیر / دشت دشت و کو بکو و دربدر
یاد مین ٹبر کے بیکس جسم زار / تیغ فرقت سے تھا مجروح و فگار
یاد جب کرتا تھا وہ اس ماہرو / دونون آنکھون سے روان تھا آب جو
ہوش کچھ تن کا نہ پروائے طعام / محو روی گلعذار لعل فام
کرتا تھا گاہے فلک سے یہ خطاب / کیون دکھاتا ہے مجھے پیچ و تاب
فکر کر ایسی کہ میرا ہو غبار / صاحب آئینہ رخسار یار
لیکن بہت سی جستجو مین اسنے گو / پر نہ پایا گوہر مقصود کو
دے مجھے للہ تو وہ شب چراغ / جس سے ہو مہتاب کے سینے مین داغ
جو کوئی سنتا تھا اسکی گفتگو / جانتا تھا وہ مین مجنون ہو بہو
چھیڑتا تھا ہر صغیر و ہر کبیر / خندہ کرتا تھا ہر امیر و ہر فقیر
عشق ہے غارتگر صبر و شکیب / عشق مین ہین سو فراز و نشیب
عشق کی آتش ہے ایسی بد بلا / دے سوا معشوق کے سب کو جلا
بیٹھی جسجا خلق باہم دیکھتا / کہتا موتی دو مجھے بہر خدا
جب ہوا مایوس موتی سے گدا / چھوڑ کر بستی کو صحرا مین گیا
سونپ تو اسکام کو تقدیر پہ / بھولنا اچھا نہین تدبیر پہ
موجد اسباب علت ہے خدا / تو سمندر پر بلا چل تو ذرا
ہے خدا فتاح ابواب امید / موجد و خلاق اسباب امید
تو توکل پر قدم رکھ گاڑ کر / لطف اسکا تا ہو تیرا چارہ گر
ما سوی حق کے جو کچھ ہے اسکو پھیر / ہو وہ صحبت تیرے خیال سے گذر

وصل مہر کا کبھی تو نہیں خیال — شادمانی تمنائے وصال
جسقدر ہو وصل کا وعدہ قریب — تیز ہووے آتش شوق حبیب
بند دروازے کو اسکے دیکھکر — رہگیا یہ حلقہ ساں بیرون در
دمبدم کہتا شب آفت ہو گئی — طول میں روز قیامت ہو گئی
طول شب کو جاکے پوچھو انسے پوچھ — درد کا احوال بیتابوں سے پوچھ
اپنے دلبر سے ہوا ہی جو جدا — جانتا ہے وہ اسی شب کا مزا
دو برس سے بھی زیادہ ہی پہر — گذرے وہم پر وہ شب کے دو پہر
خاک وہ کو گر اٹھا کر چومتا — کہتا اسپر وہ محافہ تھا گیا
باغ تک جاتا کبھی گریہ کنان — آتا در پر شہر کے گاہے حیران
جب بجا نقارۂ نوبت نواز — تب کیا دروازۂ دربانون نے باز
دیکھا جب وہم نے دروازیکو وا — قصر شاہی کیطرف بیخود چلا
کھینچے یوں آہن کو کب آہن ربا — کہربا سے جذب کب ہو کاہ کا
اُسمیں اِسمیں فرق ہے صد سالہ راہ — بیخبر وہ یہ سراسر انتباہ
فاصلہ سو شرق اور سو غرب کا — جذب لیکن ایکسان ہی تھا
جذب قلبی سے زلیخا کے ہوا — پاس سے یعقوب کے یوسف جدا
با وجود حسن و عز و احترام — انکو بکوایا نے آخر غلام
گر نہ تھا یہ جذب کیا تھا بتا — وہ نبی اسطرح کیون حیران ہوا
کھینچکر لایا نیس منزل سے حسن — مصر میں یوسف کو لایا عشق زن
اطلاع نام یوسف بھی نہ تھی — راہ کنعان سے نہیں تھی آگہی
مرتی دیوار و نسے وہ مارکر — گر نہ ہوتا جذب قلبی کارگر
جذب سے تاثیر مجنون کے ہوا — قافلے سے محمل لیلی جدا
آکے سر پر جب ہوئی لیلی کھڑی — تب خبر اُس خستہ جانکو ہوئی
اتفاقاً جبکہ پہونچا یہان — تھا وہ روز وا دنیا ہے زبان
جاکے وہم نے کیا شہ کو سلام — بر طریق سنت خیر الانام
دیکھکر پہچانا اسکو شاہ نے — اور وزیر دشمن جانکاہ نے
خلعت وعدہ کا کبھی تو نہیں خطر — تھا اسی خوف و رجا میں سربسر
پہونچا در پر شہر کے جب وہ گدا — نصف شب باقی تھی کچھ کم یا سوا
خاک پر بس گر پڑا بیتاب وہ — ریگ پر تھا ماہی بے آب وہ
جانے کیا وہ شب کے طول و عرض کو — مبتلا جو رنج فرقت میں نہو
مبتلا رنج و مصیبت میں جو ہو — جانتا ہے رات کے احوال کو
طول شب کی کب انہیں ہوتی خبر — سوتے ہیں جو بستر سنجاب پر
دیکھتا جسجا محافہ کو روان — لوٹتا اس خاک پر گاہے جوان
شہر کے دروازے سے تا باغ تک — تا سحر مثل صبا تھا تیز تک
اس تک و دو میں ہوئی وہ شب بسر — دے خروس صبح نے بانگ سحر
صبح کا بجنے لگا جب دم گجر — وا ہوا اُس شہر کا اُسوقت در
جسطرح افتان و خیزان و دوان — جاتا وہ آوارۂ بیخانمان
ہے یہ جذب قلب سے بیش بشر — ہے وہ جذب غیر و تاثیر حجر
جذب قلبی کی کشش ہے بیشمار — شرق سے تا غرب یکسان ہے بہار
جذب مقناطیس و جذب کہربا — اک وجب تک ہے نہیں بیش و سوا
کھینچکر کنعان سے لا جاہ میں — پیچ کیا کیا کچھ دکھائے راہ میں
آخرش انکو پھراکر دربدر — کھینچکر لایا زلیخا کے گھر
اسقدر تکلیف یہ آوارگی — جذب قلبی سے زلیخا کے ہوئی
گر نہوتی عشق میں تاثیر یار — پیش جاتی کیا کہیں تدبیر یار
دیکھئے یوسف کی صورت کسطرح — یہ روا ہوتی ضرورت کسطرح
ہے یہاں آہن ربا و کہربا — گرد پا ہی عاشقان با وفا
ظلمت شب میں وہ پچھڑ کر جا بجا — آ پڑا مجنون جسجگہ تھا سو رہا
بوئے لیلی سے ہوا ہشیار وہ — خواب غفلت سے ہوا بیدار وہ
مسند شاہی پہ با صد احترام — کر رہا تھا بادشہ دربار عام
سامنے شہ کے ہوا جا کر کھڑا — کچھ نہ بولا اور نہ کچھ منہ سے کہا
غصے سے اسکو لگا کہنے وزیر — شرط یہ ٹھہری تھی تجھسے ای فقیر

جب سنی ادہم نے اسکی گفتگو | بولا ای بدعہد ناسنجیدہ خو
تو نے وہ ضامن کیا تھا درمیان | جس سے قایم ہین زمین و آسمان
کیا ہوے وہ عہد و پیمان ای وزیر | قول اور اقرار و ایمان ای وزیر
عقد اسکا تجھسے گر کرتا نہ تھا | عہد کیون تو نے کیا ای بیوفا
عہد وہ جسمین کہ ضامن ہو خدا | نقص اسمین تجھسے ہوا کیونکر ذرا
غیب سے ورنہ پڑیگی کچھ بلا | دیگا بدعہدی کی حق تجھکو سزا
کبر ہی مخصوص بذات ذو الجلال | ہی تکبر اور کے جیکا وبال
کہکے یہ باتین ہوا آتش وزیر | مستعد بر قتل و ایذای فقیر
مارے اسکو تازیانے اسقدر | جسمین اسکی جانکو پہونچی ضرر
تازیانے جو بدستی مارکر | نیمجان اسکو بنایا سربسر
مرغ بسمل کیطرح سے خاک پر | خون مین تڑپا وہ تفتیدہ جگر
دور آبادی سے اسکو کھینچکر | خار و خس کیطرح ڈالا اٹھاکر
اپنے مرکز پر ہی ہر اک کی رجوع | طالب اپنے اصل کے ہین سب فروع
طالب مرکز ہی ہر جز و بدن | اسلیے ہر اک پہ ہی درد و محن
آتی ہی جس ملک سے روح بشر | اسکی ہر دم ہی اسی جانب نظر
قید تن سے روح جبتک ہو جدا | جاتی ہی پیش جناب کبریا
سو برس گر تو کرے چلہ کشی | سرکشی کب جائے نفس شوم کی
مرگ سے جو روح مین آوے صفا | زیست مین حاصل ہو وہ امکان کیا
دار پل کی ہی تو جبتک ہی خراب | پار جا تو جلد ہو تو باریاب
جسم کے مسکن مین کیون آوارہ ہی | اسطرف جا باغ کو نظارہ ہی
لذت دنیا تمام ای اہل جاہ | آگے عقبیٰ کے ہی کم از برگ کاہ
ہی ذرہ بھی کچھ دار دنیا مین بھلا | آگہ عقبیٰ سے جسے تو نے کیا
دیکھکر یہ حالت ادہم کی ہوا | طبقہ روی زمین پر زلزلہ
اسکے صدمے سے اڑے طیور کے ہوش | ہوگئے تسبیح خوانی سے خموش
ظلم سے بدتر کوئی پیشہ نہین | تیز تر اس سے کوئی تیشہ نہین

بھولتا ہی اس خطا سے پاک کو | جسنے یہ رتبہ دیا ہی خاک کو
عالم و دانا و دارای جہان | قادر مطلق شہ شاہنشہان
عہد کرتے ہین وفا اہل کرم | جھوٹ و بدعہدی ہی کار لئیم
کیون کیا ای تیرہ رای ناصواب | دو برس تک تجھکو رسوا و خراب
مین بھی اپنی شرط کو لایا بجا | تو بھی پورا عہد کر بہر خدا
ڈر ذرا دلمین خدای پاک سے | موجد ارکان و افلاک سے
مرد مفلس اور شاہ بحر و بر | دونون بندے ہین خدا کے غور کر
خادمونکو حکم غصے سے دیا | لو خبر اس بے ادب کی تم ذرا
دوڑا ہر سرہنگ اسکے حکم پر | پہونچے سب دست تعدی کھولکر
ہوگیا خون ہر بن مو سے روان | ایسی کج فہمی یا رب الامان
ہوگیا بیہوش جب وہ دلفگار | تربتر خون مین بسان لالہ زار
روح بیہوشی سے اس مجروح کی | عالم بالا کو گویا جاتی تھی
طالب اصل آدمی کی جان ہی | تن مین ہی جبتک اسی مین پنہان ہی
بیسبب دلکو اگر ہی اضطراب | ہی کشش یہ اصل کی ای تیرہ خواب
مرغ زرین عالم تقدیس کا | ہی قفس مین آب و گل کے پھنسا
بحر وحدت مین ہوا ہی غوطہ زن | کیونکہ ہی اصلی وہی اسکا وطن
مرگ سے ہوتا ہی دم بھر مین عطا | تجھکو حاصل اولیا کا مرتبا
موت پل ہی اس سے تو جلدی گذر | اسطرف اس بحر کے تیرا ہی گھر
اسطرف بیشک ہی گلشن مہمان | اسطرف اس پل کی ہی باغ جنان
کیسا ہی دنیا مین تجھکو ہو مزا | آگے اسکے ہی یہ زندان سے سوا
سجن مومن جنت کافر ہی یہ | اوّل اچھے بد ولے آخر ہی یہ
حسن عرضی اسمین ہی ذاتی نہین | اسکو تو ذاتی نہان ہی مرد دین
با زبان حال ہر سنگ و گیاہ | اسکے حال زار پر مصروف آہ
تو جنھین سمجھا ہی مطلق بیزبان | بیزبانی مین ہین تسبیح خوان
ظلم ظالم ہی اسی کا بیخ کن | غیر پر اکدم کا ہی رنج و محن

دم کے دم کا اسپہ ہو رنج و عنا
اسکی گردن پر قیامت آ رہا

اس سخن کی کچھ نہیں ہے انتہا
دختر شہ کا حسن لکھ ماجرا

بیان رنج و مصیبت جانکاہ کا بیمار ہوکر مرنا دختر شاہ کا

الغرض بیچارہ ادہم نیم جان
رہ گیا تھا مثل ماہی کے طپان

بیکس و بے یار و بے خویش و تبار
سر بسر سنگ جفا سے سنگسار

خاک پر بیہوش ہو کر تھا پڑا
عشق میں سبکی محبت جو گدا

خونمیں غلطان میں پڑا تھا بدن
روح نالان پیش رب ذوالمنن

صورت حق نے کیا آخر ظہور
عیش میں اس شاہ کے ڈالا فتور

دختر شہ کے اٹھا سینے میں درد
ہوگیا اکدم کے دم میں رنگ زرد

مرغ بسمل کی طرح پر لوٹ کر
پیدم آخر ہو گئی وہ سیمبر

دو گھڑی تک خاک میں غلطان رہی
سننے پائی کچھ نہ کچھ اپنی کہی

کرنے پائی کچھ نہ وہ ہرگز کلام
ہوگئی باتوں ہی باتوں میں تمام

پہنچی روح اسکی بھی پیش ذوالجلال
ہوگیا ادہم کو روحانی وصال

جسم دونوں کے رہے اس خاک پر
روح پیش ذوالجلال اڑ کر

گھر میں شہ کے حشر اک برپا ہوا
دم کے دم میں ہوگیا ماتم سرا

جو وہاں حاضر تھے خویش و اقربا
سب پر اسکی کا عالم ہوگیا

تھا نہ کوئی اس شہنشہ کے سوا
تھی یہی اک دختر رشک قمر

اسمیں سبکی اسکے الفت شاہ کو
تھی محبت بھی نہایت شاہ کو

کھانا وہ کھاتا نہ تھا دختر بغیر
گھر میں وہ جاتا تھا دختر بغیر

یا تو تھی عیش و نشاط دختری
شادی و فرخندگی دیکھی

چھا گیا بس اسکے گھر پر ابر غم
پار سینے کے ہوا تیر الم

ہو رہی دنیا سے دونکا ماجرا
اس سے ہرگز دل نہ تو اپنا لگا

عیش دنیا ہے بہت ناپائدار
باغ میں گل ہے خزان ہے گہ بہار

تو امان ہیں شادی و غم ایک سے
ہائے ان دونو پہ ڈالا یہ گذر

دل لگا اس سے کہ جو ہو بے زوال
شادی و غم پر جہان کے خاک ڈال

مادر و دختر کی یہ حالت ہوئی
وہ تو جیتے جی ہی گویا مرگئی

کثرت گریہ سے خلقت کو وہان
آنسوؤں سے ہوگیا دریا روان

اسقدر کی خلق نے آہ و فغان
ہوگیا سر پر وقصین کا سائبان

آہ واویلا کا ایسا غل مچا
گنبد گردان کو چکر آگیا

نرگس آسا کوئی تھی ششدر کھڑی
لوٹتی تھی خاک پر کوئی پڑی

تھے کوئی نوچتی تھی سر کے بال
سنبلستان کر رہی تھی بال بال

گور سے چھٹے جو وہاں تھے ہمنشین
پیٹ کر سینے کیے سب نے بدن

تھے نہ سیاہ میں ہوئی روشی
وہ طمانچوں سے ہوئی رخ سوجی

عالم غش میں تھے مادر اور پدر
دین و دنیا سے مطلق بیخبر

جس سے حالت ہوئی اسکی تباہ
ہوگیا نظروں میں سب عالم سیاہ

کیا کرون اس غم کا میں اب بیان
ہر سر مو سے نکلتا تھا دھوان

آخرش جب شاہ کے آئے حواس
نعش دختر کے گیا وہ اٹھکے پاس

رکھکے سر دختر کا زانو پر کہا
تونے اے جان پدر یہ کیا کیا

مجھسے پہلے پیشقدمی کر گئی
کر وہ غم سر پہ ہمارے دھر گئی

میں تو سمجھا تھا کہ میرے بعد مرگ
تو ہی کچھ کریگی زاد و برگ

تونے یہ کیسا کیا بالعکس کام
تجھکو سونپا آخر اپنا انتظام

آہ واویلا دریغا حسرتا
عمر نے مہلت نہ دی تجھکو ذرا

باغ میں یا خزان کیسی چلی
بہتون میں چھاگئی کچی کلی

کچھ نہیں بن آئی اب تجھسے دوا
چلگیا بے وقت یہ تیر قضا

ہوا اگر مقبول رب میری دعا
عمر اپنی میں کرون تجھکو عطا

تجھکو زندہ کرے رب العالمین
تیرے بدلے میں ہون پیوند زمین

اسکے بالین پر رہا روتا پدر
ابر گریان کی طرح تھی چشم تر

آخرش سب نے کہا ایسا ہی ہین
گرچہ ہی یہ رنج و درد جانخراش
پیش حکم و امر قاضی قضا
کام اب آتا نہین کچھ اضطراب
با وجود اس سلطنت اور قدر کے
گذرا کیا کیا رنج ابن عذر کر
اقربا و خویش سے پہنچا بعید
کافرون کے ہاتھ سے پا صد جفا
حضرت ایوب کے تن کو سہا
ہی خدائی بہانگی بندی نہین
کچھ نہین دم مارنیکا یان مقام
آدمی ہی بستہ حکم قضا
ہی وہ مالک مال و صندوق کا
گر امانت اپنی مالک لے گیا
ہین یہ موجودات اسکی پھول پھل
ہی اسی کا گل اسی کے سب ثمر
آپ کو مالک اگر سمجھے کوئی
اسکی سمجھی جب کہ تجھکو کچھ قابو نہو
تن مین جبکہ ہین خاک باد و آب و نار
ہو بھلا گر ملک تیری کوئی شی
قبر مین مونس ہی تیرا ای جوان
یہ جو دنیا کے ہین درد و رنج و غم
مرضی مولا ہی اولی ای بشیر
کثرت صفرا مین قند و انگبین
ہی وہ دانا اور بینا اور علیم

غیر صبر اب اور کچھ چارہ نہین
دفن لیکن کیجیے بہتر ہی نعش
چاہیے بندہ کو تسلیم و رضا
کرکے بے صبری نہ کھو دیجے ثواب
سوتے سے وہ بھی نہین جانبر ہوے
زہر سے ٹکڑے ہوا انکا جگر
دشت غربت مین ہوے کیونکر شہید
اک نبی کے سر پہ آرہ چلگیا
دم بدم مین طعمہ کرمان گیا
کچھ یہان پاک پیش جائے نہین
ہی رضا تسلیم بندونکا کام
کوئی مٹتا ہی لکھا تقدیر کا
تو عبث روتا ہی ہو محو رضا
ہی یہ جاے شکر نے رونیکی جا
رنگ و بو اسکے ہین یہ علم و عمل
ہی اسی کا باغ دیگر خشک و تر
ہی سراسر فہم مین اسکی کجی
سمجھے ہی مملوک تو کیون غیر کو
اپنے مرکز پر کیا سب نے قرار
ساتھ رہتی تیری ہی نو خندہ کے
حشر مین ہی سر کا تیرے سائبان
بیقراری سے نہین ہوتی ہین کم
فعل اسکا کب ہی حکمت سے بدر
تلخ ہین معلوم ہوتی بالیقین
خالی از حکمت نہین فعل حکیم

حکم غالب سب پہ ہی تقدیر کا
اب بجز غسل و کفن چارہ نہین
گو کہ ہی یہ امر سب پر ناگوار
انبیا اور اولیا نے ہی سہا
قبلہ کونین فرزند علی
سید مظلوم یا امام مجتبےٰ
تھے زبس وہ تابع حکم قضا
ہوکے رنجیدہ ذرا سی بات پر
بیٹے کو یعقوب سے کرکے جدا
بندہ عاجز کی یہ طاقت ہی کیا
گر وہ چاہے غم تو پھر شادی کہان
جسم ہی صندوق ہی خط جان
لیگیا اپنی ودیعت کردگار
ہی یہ دنیا ایک باغ دلستان
توڑے مالک گر کوئی گل یا ثمر
ملک مین مالک تصرف گر کرے
جی جو ہی ہر شی سے بہتر ای عزیز
جب بدن سے جان ہوتی ہی جدا
مال و ملک و حشمت و گنج و گہر
ہی فقط مملوک تیرا اک عمل
باغ جنت ہی یہی حسن عمل
ہی شکیبائی فقط اسکا علاج
فعل اسکا خالی از حکمت نہین
ہین حقیقت مین وہ شیرین لذیذ
کنہ ہر اک چیز کی اسپر ہی وا

وہ ہی ہوتا ہی جو کچھ چاہے خدا
گاڑ دے اس گنج کو زیر زمین
حکم حاکم مین ہی کسکو اختیار
دم نہین مارا ذرا پیش قضا
صورت و سیرت مین ہم طرز نبی
نور چشم سید خیر الورےٰ
آگے خنجر کے نہ مارا دم ذرا
کسطرح کٹوا دیا بیٹے کا سر
یہ روا لایا آخر اندھا کر دیا
آگے مولا کے کرے چون و چرا
چاہے ویرانی تو آبادی کہان
جی بدن مین ہی ودیعت جان
سر ٹپکتا ہی پڑا تحویلدار
مالک اسکا ہی وہ دانا ای جہان
ہی حماقت ہم اگر ہون چشم تر
کسکی طاقت ہی کہ اسکو کچھ کہے
امر ہی وہ تن کے اندر ای عزیز
یعنی معدن کا ہی اپنے رستا
تو گیا سب کو یہان سے چھوڑ کر
ساتھ ہی ہر وقت تیرے بے خلل
آتش دوزخ یہی ہی بے خلل
مستقل رکھ ہر بلا مین تو مزاج
جو کیا اسنے وہ قند و انگبین
تو جسے سمجھا ہی حنظل ناپسند
جو کرے دانا جان موقع اور بجا

ناصحوں سے شاہ نے سنکر کہا / دل سے ہیں ہم تابع حکم قضا
ہے بشر ہر وقت میں مغلوب حال / کب ہو غالب سینۂ صاحب کمال
ہو نہ جبتک ذات مولیٰ میں فنا / حال پر غالب ہو تو اسکا کیا
بعد صد رنج و تردد سب نے / فکر میں تجہیز اور تکفین کے
رونے کی اتنی وہاں کثرت ہوئی / جس سے شرمندہ ہو ساون کی جھڑی
مشک و خوشبو میں اسقدر عطر گلاب / صرف میں آیا کہ کیجیے حساب
اسقدر رکھا گیا ساتھ کفن / صندل و کافور و ورد و دلشکن
غسل جب اس بستہ میں کو دیا / جسنے دیکھا حسن کو غش کر گیا
زیست میں بھی جسقدر وہ دلفریب / موت سے دونی ہوئی پھر کیونہ زیب
لب سے ظاہر خندۂ دندان نما / چشم سے غمزہ عیان با صد جفا
ہر سر مو با زبان بے زبان / کر رہا تھا زیست کو اپنی بیان
مجھپر اور تم پر جو آئی یہ بلا / ہے یہ ساری صبر و ہمت کی سزا
پوچھنے کو ہیں یہ باتونکا بیان / چاہتے ہیں شکل اس نوجوان
غسل دیکر جبکہ پہنایا کفن / مرد و زن پر تھی وہ گویا خندہ زن
فرق دونونمین ہے کچھ پیدا راہ / لیک کب ظاہر ہو جز حکم الٰہ
تو اگر دونونکو سمجھے ایکسان / پھر ہے آنکھوں پہ تیری بیگمان
جہد کر اور پردۂ غفلت کو اٹھا / تا دکھائی دے تجھے ارض و سما
تو جسے سمجھا ہے زندہ اے اسیر / ہے وہ مردہ بلکہ مردے سے بتر
جبکہ پہنایا گیا اسکو کفن / اور دونی ہو گئی اسکی پھبن
مرنے کے پیشتر میں رونق کہان / لیک تھا وہ اور اسرار نہان
آدمی کو وہ ہی آتا ہے نظر / غیب سے ہو حکم اسکو جسقدر
اسقدر تھی کثرت سینہ زنی / ہو گیا سینہ ہر اک کا سونی
لیچلے تابوت کو گریان بزار / سوی مرقد با ہزاران اضطرار
چاک کپڑے اور برہنہ پا و سر / خاک بر سر ہو کے سر سے بیخبر
اپنے اپنے حال میں ہر شخص تھا / مرد و زن رنج و بلا میں مبتلا

ہیں جو یوں گریان یہ دل افگار ہوں / اضطراب قلب سے ناچار ہوں
حال پر جو شخص غالب ہو گیا / ہے ملک سے فوق اسکا مرتبا
با دل غمگین و چشم اشکبار / شاہ پھر آخر ہوا مصروف کار
اسکو نہلانے کو جب عریان کیا / کیا کہوں اسوقت کا میں ماجرا
اسقدر جاری ہوا سیلاب چشم / صرف میں تھا پانیکی جا آب چشم
عود و عنبر کی زبس تبخیر لی / اک گھٹا سی آسمان پر چھا گئی
لیکے ہندوستان سے تا ملک چین / طبلۂ عطار تھی روئے زمین
جسطرح ہوتے ہیں گل شبنم سے تر / چشمہ کوثر میں یا عکس قمر
منھ سے اسکے غنچہ بھی شرمندہ تھا / رخ بسان لالۂ رخشندہ تھا
نرمی تن حال اصلی پر بجا / گرمی حسن بدن رونق فزا
کہ رہا تھا اسکا ہر ہر جزو تن / میں ہوں زندہ تم نہ پہنا دو کفن
کر رہا ہے جذب قلبی وہ فقیر / نکلے سکتا روح کو میری اسیر
تجکو ہو کہنے سے اسکے کیا خبر / تو تو ہے راہ خدا میں کور کر
چشم بندی ہو نہ پہچانے اگر / مرنے اور زندے کو تو ای بیخبر
مردہ وہ ہے یا حق سے جو ہو دور / زندہ وہ ہے جو ہے غرق بحر نور
تو زمین کو جانتا ہے آسمان / نیک کو بد بد کو نیک اے نوجوان
جسکو تو سمجھا ہے غافل زندہ دل / شکل مردہ میں وہ بار ازگل
مرنے سے پہلے جو کوئی مر گیا / زندہ جاوید ہے نزد خدا
چشم دل سے دیکھتا ہے کوئی بغور / ایک بھی انمیں نہ تھا مرنے کا طور
غیرت حق نے ز راہ احتمال / پردہ آنکھوں پر رکھا تھا انکے ڈال
جو بری باتونکو سمجھے ہیں بھلا / انکی آنکھوں پر ہے پردہ غیب کا
پادشاہ اور اقربا سب شاہ کی / پھوڑتے تھے غم میں سر دیوار سے
آگے آگے نعش دختر کی رواں / پیچھے پیچھے خلق با شور و فغان
بحر حیرت میں زبس تھی غوطہ زن / ہو گئی تھی کم حیات مرد و زن
یہ غم دنیا جب اس منوال ہو / سوچ دل میں حشر کو کیا حال ہو

جبکہ اسرافیل پھونکے صور کو — مرد و زن کی روح ہر اک ذرہ ہو
ہوگئی اوپر کیطرف سبکی نظر — ایک ہوگا دوسرے سے بیخبر

خوف سے کانپیگا ہر اک شل بید — رنگ دہشت سے ہو خلقت کا سپید
اطلاع اسمیں نہو ہرگز کبھی — مرد کو زن کی نہ زن کو مرد کی

پہونچا جب تابوت اسکا قبر پر — لوٹتا تھا خاک پر ہر ایک بشر
ہوگیا پھر قبر کے گرد اہتمام — پاس سے تا کم ہو اسکے ازدحام

ہوگئے ہر جا سو دیدے کھلے — آئیں مستورات دفنین کیلیے
قبر پر اس ماہ سیما کے ہوا — محمل و زربفت کا ڈیرا کھڑا

آگئے اس قبر کے پہر پشبان — لعل و گوہر کا چمکتا سائبان
گرد ڈیرے کے قناتیں کھینچ کھڑی — غیر محرم تا نہ آئے وان کوئی

رک گئی گرد انکے زنگون قنات — دفن کی مخفی رہی تا واردات
لیک دلبر شاہ کے یہ نقش تھا — ہے یہ نقض عہد ادہم کی سزا

کرکے بدعہدی کیا اسپر ستم — ہے یہ بدعہدی سے ہمپر درد و غم
اس وزیر بیخبر نے با خدا — ظلم کرکے مجھپہ نازل کی بلا

مانا بیٹے کہنا اس نا اہل کا — جب ہوا ایسی بلا میں مبتلا
مستعد تھا میں وفائے عہد پر — راہزن میرا ہوا شخص دگر

تو تو ہے دانا و بینا و بصیر — تجھپہ روشن ہے مرا احوال ضمیر
کچھ نہیں اسباب میں میری خطا — عفو کر یہ جرم میرا یا خدا

پھر بہت سے لعل و یاقوت و گہر — جلد ابریشمیں و سیم و زر
قبر پر اسکے کیے شہ نے نثار — ہوگئے محتاج جس سے مالدار

اسقدر خیرات بے اندازہ کی — ہوگئے سب ملک کے مفلس غنی
جو کہ تھا قبضے میں شہ کے مال و زر — سب کیا خیرات اسکی قبر پر

صدقہ ہی ہر درد و ہر غم کا علاج — قبر کی ظلمت کا ہے صدقہ سراج
چوب کا صندل کی اک صندوق تھا — جسکے اندر اس پری رو کو رکھا

قبر کے اندر کیا صندوق بند — تا نہ پہونچے خاک سے تن کو گزند
تھا بدن اسکا زبس آئینہ سان — خاک سے اسکو نہ تھا کچھ بھی زیان

گر پڑے آئینہ رو پر غبار — اور ہوتا ہے زیادہ آبدار
تھی حقیقت میں وہ گنج بیکران — اسلیے زیر زمین پایا مکان

خاک میں ڈالی کو کرتے ہیں نہان — سبز تا اس سے ہو نخل و بستان
سنت تھا دفن میں اسکے نہ بھید — سبز ہو ادہم کی تا کشت امید

جبکہ گذری ساتپوری وہ گھڑی — تب فراغت دفن سے اسکو ہوئی
دفن اسکو قبر کے اندر کیا — خاک کو سونپا وہ در بے بہا

چشم گریان با دل پر درد و غم — ہٹ کے آئے شاہ و اہل ہجوم
قبر پر بہر حفاظت مرد کار — کر دیے شہ نے مقرر بے شمار

گرد اس ڈیرے کے پھر سو جابجا — پہرے چوکی کا تقید کر دیا
سیکڑوں حافظ قرآنخوان کیے — سیکڑوں عابد عبادت کیلیے

پھر کہا شہ نے نہ گذرے ایکماہ — جلد ہو تیار اسجا خانقاہ
پھر تعمیر دن کو تا گنبد بنا — کرکے شہ پھر شہر میں داخل ہوا

اسطرح تھا حال شاہ ارجمند — جسطرح مجمر کے اندر ہو سپند
چھوڑ کر میں انکو غم میں نیمجان — کرتا ہوں اب حال ادہم کا بیان

دیر گذری ہے وہ مرد خدا۔
خاک و خونمیں ادہم حسن ہے مبتلا

ادہم کا ہوش میں آنا اور جوش عشق سے شہر نا میں جاتا سننا حال شہزادی کے مرنے کا اور بیان وحشت کے غلبہ کرنیکا پچھلے کو لاش معشوق کی نکال لانا قبر پر پہونچکر اور رکھنا اسکا بن میں حجرے کے اندر

دو گھڑی دن جبکہ باقی رہگیا — آئی ادہم کو افاقت کچھ ذرا
ہر طرف دیکھا اٹھا کر اپنا سر — کچھ نہ آیا غیر صحرا کے نظر

شہر کو دیکھا تو وہ دربار شاہ
جوش مستی میں ہوا ایسے گدا
پہونچا در پہ شہ کے جب گدا
کر گئی وہ واں جہاں سے انتقال
جس طرف جاتا تھا وہ مرد خدا
تھی سحر کے وقت آ جو جی چلی
جب ہوا دختر کے مرنیکا یقین
دفن کر کے آئے جب شاہ و وزیر
گھر میں اپنے بادشاہ داخل ہوا
تھے زبس اسکا ہزاروں مرغ و زن
رات کو وہ جا بجا پھرتا رہا
چشم گریاں لب پہ آہ جانستان
جبکہ حالت اسکی ابتر ہو گئی
منتشر جان میں آئی اسکے یقین
پھر اسی آہٹ پہ پیچھے آ گیا
جب پہ بیٹھا اک شجر کی آڑ میں
گو نہیں کرتا تھا وہ آہ و فغان
گرد اس چھوڑی کے پاسبان
بسکہ کرتا تھا خدا کو کام کا
ناگہاں ہر اک ہوا مست خواب
نصف شب میں جب چلی ٹھنڈی ہوا
ہی یہاں ہر اک کو بیدار میں خواب
خواب غافل ہے سراسر اشتباہ
خواب ہے جزو نبوت انبیا
خواب کب ہو جو اگر بیدار ہو

گھر تھا وہ دیکھا تھا بزم دربارگاہ
شہر گیا اس طرح تھک کر کھڑا
دیکھکر کہنے لگی خلق خدا
گئی وہ دختر نیکو خصال
تھی ہر اک کی زبان پر یہ صدا
دو پہر میں کس طرح سے مر گئی
گر پڑا بیہوش بالانے زمین
ہوش میں تب آیا یہ مرد فقیر
اور چلا صحرا کو یہ مرد خدا
غم میں اس رشک قمر کے نعرہ زن
قبر کو اس ماہ رخ کی ڈھونڈھتا
کو ڈھونڈھتا تھا قبر وہ وحشی جوان
بوئے الفت آ کے رہبر ہو گئی
بوئے مشک نافہ آہوی ختن
متصل اس قبر کے پہونچا گدا
تاکہ اسکو پاسبان دیکھے نہیں
ہر سمت ہوش نکلتا تھا دھوان
ہو چکا ان پر غلبہ خواب گران
خواب کو ان پر مسلط کر دیا
دیکھیے جسکو سوتا تھا مست خواب
بیخبر غفلت سے ہر اک ہو گیا
جاگتا ہوا اسکو ہر اک شیخ و شاب
برتر از بیداری اہل گناہ
ایسا خواب انبیا و اولیا
نیند کب ہو دل اگر ہشیار ہو

تھا وہ از خود رفتہ و مدہوش عشق
پھر اسی حالت میں با آہ و فغان
جسپہ تو عاشق تھا ای مرد فقیر
وہی تھی تو نے کیسی اسکو دعا
جانا او ہم نے مگر ای ہوشمند
الغرض در پر گیا جب وہ جوان
سر کو اپنے اسکے در پر مار کر
دیکھکر خلق خدا کو نعرہ زن
ظلمت شب میں نہ پہچانا گیا
اسمیں کیا معلوم ہو حال گدا
وہ شب تاریک صحرا اور وہ وقت
آخرش وہ جستجو کرتا ہوا
قطع جب وہم نے کی تھوڑی سی راہ
گفتگو ہی مردمان بھی کچھ سنی
دیکھکر بیدار خلقت کو جوان
دل کے اندر تھا وہ جی میں جوش
گذری اسحالت میں نصف شب
کام جو کچھ چاہتا ہے کردگار
غلبہ خواب سقدر ان پر ہوا
دفن دختر میں محبت کی بہت
خواب غفلت میں نہاں ہے ہر بشر
ماہر اسرار ہیں اصحاب کہف
خواب اسکا فوق ہے طاعات
چشم کو غفلت ہے دنیا سے اگر
دل کو بیدار اپنے اے محمد نبی

پھر اٹھا سینے کے اندر جوش عشق
شہر کیجانب ہوا راہی رواں
لایا تھا جسکے لیے در منیر
وہ گل تر جس سے تر مردہ ہوا
لوگ سب کرتے ہیں مجھے پند
خلق کو دیکھا دہان نعرہ فغان
گر پڑا یہ تھر تھرا کر خاک پر
پھر اٹھا کر محو رونے لگا
نعرہ زن ہر کون یہ مرد خدا
جیسے نکارو میں طوطی کی صدا
رستمونکا جسمیں ہوئے نگ فوج
اسطرف کو جذب قلبی سے چلا
اسکے دل کو بھی ہوا کچھ اشتباہ
دور سے آئی نظر اک روشنی
دور تر اسے درختوں میں نہان
خوف سے ظاہر میں تھا لیکن
صنعت حق کے کیا سبب
جمع ہو جاتے ہیں سب اسباب کار
جاگتا اسمیں نہ کوئی بھی رہا
شل ہوئے تکلیف جو کچھ بہت
جانتے ہیں ہم جنہیں ہشیار تر
عاقل و ہشیار ہیں اصحاب کہف
ہو جسے الہام غیبی کی خبر
راہ حق سے جو ہی اسکا باخبر
چشم ظاہر کی نہ کچھ کر پیروی

علم ہمکو کچھ نہین اس بات کا
ہے ترے احوال کا عالم خدا

ہے ابھی اسجا بہ اعزاز گذر
کچھ نہین اس حال کی ہمکو خبر

راہ گم کرکے ہمارا کاروان
قدرت حق سے ہوا وارد یہان

دیکھکر آتش کو روشن دور سے
آ گیا اک ذرا آگ لینے کیلیے

تجکو اس حالت کے اندر دیکھکر
اُسنے جا کر قافلے مین دی خبر

سنکے یہ احوال ہم آئے یہان
عارضی سے تجھکو پایا نیم جان

ہمنے بیماری سکتہ جان کر
ہاتھ مین تیرے لگا یا نشتر

تھی مقدر لیک تیرے یون شفا
فصد کا حق نے بہانہ کر دیا

ہم نہین کچھ جانتے اسکے سوا
کون تو ہے اور کیا ہے ماجرا

کر بیان اب ہمسے اپنے حال کا
گذرے کیا کیا رنج تجھپر اور بلا

نام کیا ہے کون ہے تیرا پدر
کون سے ہے شہر مین رہنے کا گھر

کر بیان کس گلستان کا گل ہے تو
پائی ہے کس بوستان مین رنگ و بو

جب سنی ادہم نے انکی گفتگو
غار سے نکلا برائے جستجو

پاس آکر اسنے انکا کلام
مطلع ہو حال مخفی پر تمام

ظلمت شب مین ہوا باہر کھڑا
انکی باتون کو وہان سنتا رہا

غور سے دیکھا تو وہ آئینہ رو
با فصاحت کر رہا ہے گفتگو

لیک دونون شخص ہین مرد متین
پاسبان قبر و جوئندہ نہین

ہے سعادت انکی سیما سے عیان
نور ایمان سے ہے روشن شمع سان

مومن صادق کی پیشانی کا نور
کب چھپا رہتا ہے ہوش و شعور

نور ایمان مین ہے وہ تابندگی
ماہ و خور کو جس سے ہو شرمندگی

دیکھنے کو چشم بینا چاہیے
دل مصفا گوش دل وا چاہیے

اس پری پیکر کو زندہ دیکھکر
ہوگیا فرحت سے ادہم بیخبر

گر نہوتا شوق وصل سیمبر
روح ہوجاتی بدن سے در بدر

جبکہ یہ ادہم نے دیکھا ماجرا
پاس انکی شادمانی سے گیا

پیر طریق سنت خیر الانام
جاکے ادہم نے کیا انکو سلام

عقل سے سمجھا انھون نے بالیقین
اس مکان کا ہے یہی بیتاب مکین

نقش کو اسکی جو لایا ہے یہان
ہے یہ اس دختر پہ عاشق بیگمان

راز کا سمجھا اسکو محرم جانکر
پوچھی اس احوال مخفی کی خبر

یون کہا دونون نے اے مرد خدا
کر بیان ہمسے یہ کیا ہے ماجرا

کون تو اور کون ہے یہ دلربا
کسطرح لایا ہے اسکو سچ بتا

یہ ہے کس گلزار کا سرو روان
رونما جسکی ہے بستان جہان

یہ زمین پر اختر تابندہ ہے
جسکا ہر اک ماہ سیما بندہ ہے

چاہیے کرنا بیان احوال کو
تا تسلی دل بیتاب ہو

عشق کا اول سے سارا ماجرا
من و عن ادہم نے ظاہر کر دیا

حال شہ اور ظلم بیداد وزیر
مو بمو نکالا تا اور وہ دادگیر

اسکا مرنا اور رکھنا قبر مین
کھینچتا رنج و اذیت صبر مین

قبر مین سے لانا اسکی لاش کا
دو برس رہنا بلا مین مبتلا

سو بمو اپنی تمامی داستان
تھا جو کچھ گذرا کیا بالکل بیان

سنکے وہ حیران و ششدر رہ گئے
کہکے بس اللہ اکبر رہ گئی

عشق کی صنعت سے حیرت ہوگئی
دونون کو سکتے کی حالت ہوگئی

عشق کی صنعتگری ہے بیشمار
عشق کا ہر دم نیا ہے کاروبار

عشق کی تاثیر ہے حد سے فزون
لکھنے اور پڑھنے سے خلقت کی برون

تھی یہ ساری عشق کی صنعتگری
دختر شہ پر جو کچھ طاری ہوئی

شاہزادی پر جو گذرا ماجرا
جذب قلبی سے یہ سب ادہم کے تھا

عشق کے اندر ہے قوت بیشمار
عشق پر آسان ہے سب کاروبار

سنکے یہ احوال جانکاہ فقیر
رہ گئی حیرت مین بدر منیر

عشق نے ادہم کے تاثیر کی
وہ پری رو اسپہ عاشق ہوگئی

دیکھکر احوال ادہم کا تباہ
چشم تر غم سے ہوئی وہ رشک ماہ

گذرے جو جو اسپے تکلیف و درد
سنکے دختر ہوگئی دہشت سے زرد

دیکھکر ادہم کو یون پژمردہ حال
آگیا دل مین کچھ پدر کا خیال

میری خاطر اسنے یہ رنج و بلا
جھیلے سر پر کر دیا جی کو فدا

بعد مرنیکے بھی یہ آشفتہ حال
لاش میری قبر سے لایا نکال

گر نہوتا مجھ پہ عاشق یہ جوان
قبر میں سے کیوں یہ لاتا یہان

تھی یہ اس درویش کی تاثیر عشق
مردہ زندہ ہو یہ ہے تدبیر عشق

طالب دنیا نہو اب زینہار
ورنہ کر تو بھی فقیری اختیار

لذت دنیا ہے دو دن سے اب گذر
یاد حق میں باندھ اپنی چست کمر

جیتے جی تو آپ کو مردہ بنا
خاک میں اس جسم خاکی کو ملا

پھر کہا تاجر نے اپنے کر خیال
ہو گیا معلوم تم دونوں کا حال

کی دوبارہ زندگی حق نے عطا
ہو گیا یہ لطف و انعام خدا

گو کہ ظاہر میں قضا سے ہو فنا
اسکے بچنے کا سبب تو ہو گیا

اب کہو تم دل کا اپنے مدعا
دونوں شخصوں کو ہے اب منظور کیا

کاروان میں کیجیے رنجہ قدم
دونوں کی خدمت کرینگے دل سے ہم

دست بستہ ہو کے ادہم نے کہا
اے شہ جہان نواز و با سخا

تیرے صدقے سے ہوئی یہ سیمتن
پھر دوبارہ زندہ یہ مہ جبین

جبتلک سر سے رہیگا دم میں دم
میں تمھارا ہون غلام بے درم

زیست جبتک ہے مری جیتی ہے گر
وصل سے اسکے ہون میں بہرہ ور

دے اجازت گر تمھیں ہو شک مجھے
عقد کر دو میرا اس سے بانفرد

بے زبان صورت تمثال ہون
مثل میت بید الغسال ہون

ہے مری ہستی آئینہ فنا
بیکسان میں نقش ہون دیوار کا

ہو نہ پروانے کو طاقت زینہار
پیش شمع روی زیبای نگار

ہان مگر ہو لطف اسکا دستگیر
خاک تیرہ کو کرے بدر منیر

اپنی رحمت سے خدا نے پھر دلا
کی دوبارہ زندگی تجھکو عطا

تھی مقدر گو کہ تیری زندگی
پر بجا لایا یہ شرط بندگی

گر نہ یہ درویش کرتا جستجو
ہوتی زندہ کسطرح دنیا میں تو

سر جھکا کر شرم سے وہ ماہرو
بولی تاجر سے کہ اے فرخندہ خو

کھینچکر کیا کیا اذیت و بلا
محنت و تکلیف و رنج لا دوا

اسکے باعث پھر خدا نے دی حیات
زیست کا میری سبب ہے اسکی ذات

مرگ کے دم ایکدم میں تھی فنا
جسم ہوتا طعمہ مور و مار کا

زیست دنیا کی ہے گر تجکو خیال
اس جہاں کی عیش پر تو خاک ڈال

ہے یہ بیشک زندگی مستعار
کر اسے مصروف یاد کردگار

دم جو باقی ہیں نہ یون انکو گنوا
سیکھ اس درویش سے راہ خدا

کر اسی درویش سے اپنا نکاح
دونوں عالم میں ہو تا تجکو فلاح

گذری ہے تم دونوں پر جو کچھ بلا
ہو گیا دریافت ہمکو ماجرا

گر نہوتی زندہ یہ رشک پری
زندگی تیری بھی پھر دشوار تھی

فی الحقیقت لیک اسکی زندگی
زیست کا سامان تیری ہو گئی

شام کو جاتا ہے اپنا کاروان
گر تمھیں منظور ہو چلنا وہان

ورنہ ہو چلنا وہان مدنظر
جو ارادہ ہو ہمین آگاہ کر

ہوا اگر ہر موی تن میری زبان
تو بھی تیرے لطف کا کب ہے بیان

تمنے جو احسان یہ ہم پر کیا
دے خدا اس فعل کی تمکو جزا

دلسے ہو اپنے تمنا یہ مجھے
عقد شرعی مجھسے یہ گر ہو کرے

ہون نہ دم بھر بھی میں اسکے جدا
میں غلامی میں کرون جیکو فدا

ورنہ جو فرمائے یہ جان جہان
میں بجا لانے میں حاضر ہون بجان

میری خواہش گم ہے اسکی چاہ میں
گم ہوا ہون میں اسی کی راہ میں

روبرو خورشید تابان کے کہان
ذرہ بیجان کو ہے تاب و توان

ہیں کہاں در یہ تمنا ہے محال
ہے خیال خام سودا ہے محال

پوچھا پھر تاجر نے اے جان جہان
دختر زیبندہ شاہ زمان

لیک یہ درویش ہے شرط وفا
عشق میں جو چاہیے لایا بجا

تجھپہ یہ جان سے مفتون ہے
عاشق سرگشتہ ہے مجنون ہے

لا بجا کچھ تو بھی اب شرط وفا
ہجر میں اسکو نہ دیوانہ بنا

تیرے کہنے سے نہیں مجھکو عدول
کرتی ہون اس مفلس کو قبول

وہ تن تنہا ہین موج بیکران
چشم ظاہر بین تھی لکڑی عصا
اُسکا دل آئینہ شفاف تھا
محرم راز جناب کبریا
راز سے باطن کے جو واقف ہوا
نقد پھر کچھ پشت مین اپنے فقیر
جانکر مفلس مجھے اور بیٹھوا
مال و زر یہان دل سے ہو فدا
دیکھے گر کچھ ملک غیبی کی بہار
ذلت اُنکی ہین عزت عجز و فنا
متصل ہے سے ہوا ہی مرد تکو
ڈر ہنے کی اپنی تسلی ہی دا
مفلسی مین مفلسو تمکو ہو غنا
بس جوان نے جبکہ اوڑھی ردا
ملک غیبی کی جو دیکھی ہر طرف
لعل و الماس و زمرد یشم و زر
یا ان قالب مین قالب سے جدا
ہر ان سو سے نمایان روشنی
عقل سے باہر جو کچھ اسرار تھے
دیکھی اُس نے نور مخفی کی بہار
عرض و طول اُسکا بلا شک تھا گمان
سیم و زر کی خشت سے اُسکی بنا
بیچ مین اُسکے زمرد کا مکان
ہر طرف سے اُس مکان کے ہین روان
اُسکے اندر تخت زرین ہے بچھا

اُسکے قبضہ مین ہے ملک دو جہان
تھی حقیقت مین گزند اژدہا
معدن نور و تجلی و ضیا
راز مخفی کو نہین کرتے ہین وا
کور و کر اور گنگ ساکت رہ گیا
با ادب ہوکر گیا پیش فقیر
ہو دل اُسکا بار غم سے پس رہا
اپنی غفلت سے نہین ہے جانتا
تب یہ اُن سے پیر معنی فقر آشکار
بیکسی اُنکی کسی فقر امتیاز
منکشف تا تجھپہ راز غیب ہوا
سخت کمنہ پارہ پارہ ہو گیا
بیکسی مین بیکسو تمکو ہے مزا
ہیہ تصرف مرد حق کا کچھ ہوا
پھر حیرت مین ہوا اکبار غرق
تھے خزف ریزے سے بھی جو کمتر
تھی خود بھی بخوبی سب جدا
محو سلطان ہو گئی کبر و منے
منکشف وہ نعمتیں یکدم مین تھے
جس سے ہین یہ رسا کے دستوار
مثل طول عرض و ہم سالان
لعبتیہ جسمین جو اس سے ہوا
گرد جسکے ہر طرف آب روان
اس لطافت سے کہ کیا کیجیے بیان
مسند اُسپر ہے نہایت پر بہا

اپنی فرعونی سے سوی کو ضعیف
اس تردد مین ہو جب وہ اسیر
جانتا تھا راز ناگفتہ کو گو
با وجود علم و آگاہی عام
حال غیبی جو اگر تھے ہین عیان
دل مین اُس درویش کی آیا خیال
راز مخفی کی نہین اُسکو خبر
نیم ذرہ دشت ملک غیب کا
مسکنت اُسکی ہو فخر سلطنت
کر کے اُس دل خندہ دندان نما
آیا جب نزدیک اُسکی وہ جوان
وہی اوڑھا اُس وعالیجاہ کو
خاکسار ہین ہو جو گدڑی اپنی
اور ہی عالم اُسے آیا نظر
فرش سے وسعت مین ہو جو تابندگی
آسمان سے تا زمین شرق نور
جسم اُسکا ہو جو ناپاک و کثیف
بغض و کینہ لذت و حرص و ہوا
گذرا جو اُس جوان پر ماجرا
پھر نظر آیا وہ باغ دلکشا
لعل و یاقوت و زمرد کے شجر
سنگریزے کی جگہ اُسمین گہر
نہر شیر و خمر و جوی انگبین
فرش ہر جا سندس و لفت کا
اُسپہ بیٹھا ہے وہی مرد گدا

جسنے سمجھا ہو گیا زار و نحیف
خطرے پر واقف ہوا اُسکے فقیر
لیک نا واقف بنایا آپ کو
آپ کو رکھتے ہین مخفی بالدوام
وہ نہین کچھ جانتے راز نہان
مجھے الفت ہے اُنکو ہو کمال
مبتلا وسے ہو زر اور سیم پر
اُسکی ہو دنیا و ما فیہا بجا
فقر اُسکا ہو تو اُسکا ہو مملکت
پھر بانی سے گدا نے یون کہا
اُس گدا نے پھر بپائے تخت ان
رمز درویشی سے تا آگاہ ہو
خوار رہنے مین ہے سالاری کمین
ماہ و خور کی جس سے ہو خیرہ نظر
ماہ و خور کو جس سے ہو شرمندگی
قدرت حق کا نمایان ہے جلوہ
ہو گیا مانند جان پاک لطیف
لوح خاطر سے یکایک محو ہوا
ہے وہ تقریر و بیان کچھ بھی سوا
دیکھکر جسکو یہ ششدر رہ گیا
روشنی سے جسکے خیرہ ہو نظر
ایسے تابان جس سے خیرہ ہو نظر
خشکی خوشبو سے معطر ہو زمین
سب طرح کی وان مہیا تھی غذا
جسکو یہ سمجھا تھا دل مین بے نوا

سایہ مشتاق و ابریشمین
پر ہیں ایسا تھا کہ دیکھا ہے نہیں

جسکی قیمت ہے خراج سلطنت
رونما جسکا ہے باج سلطنت

سر پہ اُسکے تھا جڑاؤ ایک تاج
رونما جسکا ہو دنیا کا خراج

حور و غلمان با ہزاران آب و تاب
دست بستہ ہیں کھڑے پیش جناب

دیکھکر یہ وہ جوان خوش ہوا
روبرو اُسکے کھڑا جاکر ہوا

با ادب اُسنے کیا جھک کر سلام
بر طریق سنت خیر الانام

اُس سے جب درویش نے ہنسکر کہا
غور دل میں کر ذرا مرد خدا

عیش کے اندر گدا ہے یا امیر
اہل دنیا ہیں فریب میں یا فقیر

تنگدستی اُنکی ہے عین غنا
فقر میں رکھتی ہیں جاہ دوسرا

خاک اُنکے ہاتھ میں جیتی ہے زر
سنگریزہ لعل یا قوت گہر

جمع میں ہے جو فقیر انکو فنا
اُسکی لذت کو اگر تو جانتا

دیتا ان نعمائے دنیا کو طلاق
ہوتا رکھنا سیم و زر کا تجکو شاق

راز باطن سے جو تو ہے بیخبر
اسلئے ہے محو لعل و سیم و زر

گرچہ یہ سر قابل افشا نہ تھا
لیک میں نے اسکو تجھپر وا کیا

تا کہ ہو موقوف تیرا اشتباہ
اور حاصل ہو تجھے کچھ انتباہ

رمز درویشی سے کچھ آگاہ ہو
چھوڑ کر سب عارف باللہ ہو

سمجھے اس دنیائے دون کی بدتری
نفس امارہ کی تو جانے سکی

ہیں خزانے غیب کے حد سے برون
عقل و فہم آدمی سے ہیں درون

جسقدر ہوتی ہے فہمید بشر
آتے آجاتے ہیں بندے کو نظر

اور بھی اسرار ہوتے تجھ پہ وا
حوصلہ تیرا اگر کرتا وفا

گنج غیبی جسکے قبضہ میں ہوا
ہے وہ شاہ دوجہاں جو دوسرا

تو اسے سمجھے اگر مفلس فقیر
ہے یہ کج فہمی تری اے مرد حقیر

اُس جوان سے کہکے یہ ماجرا
لے اُتار اُس دلق میں اپنے ردا

رہ گیا اُسجا فقط مرد فقیر
دوسرا فرخندہ طلعت وہ امیر

ہو گئے غائب وہ سب اسرار غیب
بند یکسر ہو گئے انوار غیب

وہ نہ محفل تھی نہ وہ باغ جنان
وہ نہ اسوار و نہ انوار و مکان

عالم حیرت میں کہتا تھا کھڑا
تھا کہاں میں اور کہاں آ پہنچا

خواب میں تھا یا کہ میں بیدار تھا
میں نے جو دیکھا وہ کیا اسرار تھا

دیکھکر درویش کا راز و نیاز
رہ گیا خاموش مرد پاکباز

دل ہی دل میں نیچ کھایا پیچ و تاب
اور ہوا حد درجہ اسکو اضطراب

مال و حشمت چھوڑ کر آخر ہوا
وہ جوان بھی طالب راہ خدا

دیکھے سب وہ خدا میں مال و زر
کار دنیا سے ہوا وہ بے خبر

دیکھکر اس عیش کو ناپائدار
خدمت درویش حق کی اختیار

صحبت کامل ہے اکسیر کیمیا
جسم تیرہ جس سے ہو با جلا

رہی حسن اب پھر گھوڑے کی عنان
جو رہا ہے حال اور ہم گریبان

صفت سالکی کو پہنچنا ابراہیم کا ایک شہر بلخ میں فرمان پڑھانا انکو بٹھانا

جب ہوا پیدا وہ فرزند رشید
ہو گیا وہ روز اس پر روز عید

نسبت سے مظہر خلیل اللہ تھا
نام ابراہیم اسکا رکھ دیا

صورت و سیرت میں مظہر خلیل
بچپنے میں عاشق رب جلیل

اولیا کی روح کو روز ازل
کرتا ہے پیدا خدائے عزوجل

پر صفات انبیا و مرسلین
تا رہے تجکو سدا دین متین

روح پیدائش میں ابراہیم کی
پیرو روح خلیل اللہ تھے

اسلئے اس شخص کا ہے رنگ و ڈھنگ
حق میں تھا اُس طفل کے باغ و بہار

اولیا ہیں انبیا کے ہمقدم
اسلئے فرماتے ہیں خیر الامم

اولیا امت کے ہیں جو انبیا
ہیں مثال انبیائے سابقین

سقف دین کے ہیں ستون اے اولیا
حشر تک جاری ہے انکا سلسلہ

دین اسلام ہے لوح پر
ہیچ عظمت کے ہیں وہ تشنہ فہم

ہیں ولایت کے مراتب بیشمار
جانتا ہے اُنکو عالم کردگار

سن ذرا تو ...
تا رہو یہ راز تشنۂ تجلی

اولیا کے رتبے سے آگاہ ہو
تا نہ کج فہمی سے تو گمراہ ہو

۵۱
نظم لوہی کا بیٹا ابن ... اسرائیل ۱۲

دور ہو افراط اور تفریط سے / تا نہ دونوں سے خرابی میں پڑے
حد وسط سے نہو تو ایک سو / راہ بہتر یہ ہے ای مرد نکو
ہین ولی کے معنی نزدیک ای نکوکار / دیکھو تو علم لغت میں آشکار
ہین یہی معنی لغت کے ای جوان / مشتہر در اصطلاح صوفیان
قرب حق جسکو ہوا ہے وہ ولی / اتصال حق ہے مقصود ولی
شرط اسمین ہے ولیکن ای فنا / زہد و عجز و صبر و شکر و اتقا
قرب کے رتبے ہین بیحد و عدد / حصر کر سکتی ہے کب اسکو خرد
اولیا ہے اک ولایت عامہ / ہے وہ ہر فرد بشر مین تامہ
اس ولایت کا بیان کرتا ہون / سننے کو اسکے عیان کرتا ہون

بیان معنی ولایت عامہ کا کہ بالقوہ ہر فرد بشر کو شامل ہے

ہے محیط اول عدم ہر چیز کو / جب خدا نے چاہا وہ موجود ہو
کہلے وہ اسباب ہر بیکیف و کم / رکھتی ہے نفس نباتی مین قدم
جب عدم سے ہوئی اسکی نمود / حکم عالم سے چلے سوئے وجود
حکم اگر ہو تجا کہ حیوانی مین جا / تب قدم اس چیز نے آگے دھرا
آ گئی رتبہ مین جسم و نبات کے / اور کسی رتبے مین لگا پانے
پھر ہوا اسپر جو لطف ایزدی / نفس انسانی مین جب داخل ہوگئی
رتبۂ انسان مین جب داخل ہوئی / گو نہ قدرت اس سے بہتر حاصل ہوئی
آدمی کو نسبت گاؤ و شجر / بیگمان ہے قرب حق سے بیشتر
کیونکہ کرمنا ہے اسکی شان مین / دیکھا آنکھیں کھول کر قرآن مین
جو کہ ہین اوصاف نبات کبریا / آدمی کو انسے ہے حصہ ملا
اسکے اندر لفظ وہ مکتوم ہین / اور اس لغت سے سب تم ہین
ذاتی ہین سب اسکے صفات ذوالجلال / ہر صفت ہے اسمین وجہ کمال
ہین صفات آدمی سب عاریتی / قدر اسکے حوصلہ کی ای ولی
انکے آگے اسکو کچھ نسبت نہین / عارضی ذاتی کو سمجھے ہو کہین
گو نہ ہو توانکا لیکن ای فنا / اسکے اندر بھی خدا نے رکھ دیا
علم جو ہے اسکو اپنی ذات کا / ہے وہ حادی ساری موجودات کا
گر کرے یہ کفر و شرک و سرکشی / ہے یہ اسکا جہل ظلم ای متقی
ظلم کیا ہے صرف شی کا بیمحل / جہل کیا ہے قول شیطان پر عمل
بد رگی ہے جو کرے انصاف کا / اپنے مولا کے کہے ہو کر خلاف
ہے ولایت مستتر ہر فرد مین / مشتہر ہے راز ہر اک مرد مین
جو کرے اس زندگی کو خراب / کیون نہو وہ مورد رنج و عذاب
تجکو قدرت سے کیے حق نے عطا / گوہر نادر نہایت بیبہا
عقل و حفظ و نطق و ذہن و فہم و فکر / قول تحمیل و استعداد و ذکر ہے
تو اگر ان سبکو چھوڑے رائگان / کیون نہو تیرا جہنم مین ٹھکان
عقل دی تھی تاکہ سمجھے بات کو / اور کرے دریافت اسکی ذات کو
حفظ سے تا حافظ قرآن ہو تو / ربط سے سر دفتر انسان ہے تو
ذہن کی تیزی سے سمجھے راز سب / فہم سے دریافت ہون باطن کے سبب
فکر سے سوچے کہ کیون پیدا کیا / ہے غرض بجا وے بندگی کیا
قوت تخییل تھی اسواسطے / تا کہ تو فاسد خیالون سے بچے
قوت تذکر سے مطلب یہ تھا / ذکر قلبی تا رہے جاری سدا
صرف تو نے بیمحل انکو کیا / دیکھیے تیرا ہوا انجام کیا

بیان ولایت خاصہ اور اسکے مراتب کا

اب کرون خاصہ ولایت کا بیان / کھول تو بھی ای برادر گوش جان
طبقۂ انسان مین جب داخل ہوا / سارے موجودات سے افضل ہوا
لیک ہے یہ فاضلیت مستتر / امتیاز و قابلیت مستتر
تخم کی قوت مین ہے ای بے خبر / بیگمان موجود ہے شاخ و ثمر
جب نہ شرع تو ہوا اہل حق / ہو گیا ممتاز ہر انسان سے
قرب حق فی الجملہ حاصل ہو گیا / حلقۂ ایمان مین شامل ہو گیا
لطف کر تو آگے اپنے گوش جان / سن ذرا ایمان کا مجھسے بیان

بیان اس ایمان کا جو عند اللہ مقبول ہے

٢ [illegible] الجن والانس الا لیعبدون

رکن ہے ایمان کا اقرار زبان | قلب کی تصدیق بے شک و گمان
جسم ایمان ہے فقط قول بشر | جان ایمان ہے یقین بے شک مگر

گر یقین دل میں ترے راسخ نہیں | کام کب آتا ہے وہ ایمان نہیں
لاکھ تو نے منہ سے کلمے کو کہا | گر یقین دل میں نہیں کس کام کا

قول کا جبتک نہ ہو دل میں یقین | وہ قبول اللہ کا آگے نہیں
قول لفظی ہوتا کچھ گر کام کا | نفی ایمان اسکی کب کرتا خدا

پڑھتا ہے آمنت باللہ ہر بشر | لیک معنوں کا نہیں جس میں اثر
ہے یہی ایمان ترے جی کا وبال | یہ مسلمانی ہے اک وہم و خیال

جو کہ ایمان ہے خدا کے کام کا | ہے مسلمانی وہ ایمان خدا
وہ مسلمانی وہ ایمان در ہے | وہ یقین صدق ایقان در ہے

ہے یقین وہ جیسا ہے مرد جوان | آتش سوزاں ہے جس سے بوستان
وہ یقین حاصل تھا ابراہیم کو | ہر بشر کی دنگ جس سے عقل ہو

غیر حق پر گر رہے تیری نظر | کب ہو وہ ایمان تیرا معتبر
غیر حق سے جب ہو تجکو انقطاع | تو تجھے ایمان سے ہو انتفاع

ہیں یہ فرماتے نبی مقتدا | قلب میں تیرے نہیں ایمان ذرا
مال و ملک یار و فرزند و پدر | ہوں نہ جبتک اسکے لینے میں محبوب تر

یعنے حکم انبیا کے روبرو | حسن سے کم ہر ایک شی کو سمجھے تو
حکم اگر فرضاً پیمبر تجکو دے | بے تامل ذبح بیٹے کو کرے

ذبح بیٹے کا ہو مشکل جان کر | ابن کی قربانی پہ تو باندھے کمر
تو کہاں تو اور مسلمانی کہاں | دین کہاں اور نور ایمانی کہاں

یہ نہ ہو تجھ میں تو مومن [illegible] | گوشت کھانے سے نہیں ہوتا ولی
ہیں خورندہ اسکے صدہا جانور | گرگ و روباہ پلنگ و شیر نر

عظمت حق جب خیر المرسلین | اسطرح جب ہو کسیکو دلنشین
تو وہ بندہ مومن کامل ہوا | نور ایمان قلب میں حاصل ہوا

حسب اگر ایسا ہو ایمان بشر | اسکی غیر اللہ پر کب ہو نظر
غیر جائز کو جو سمجھے کار دین | آخرت میں ہو شریک خاص [illegible]

ہے یہی ایمان کا دکلے تیا | ویسے ہو تو تابع حکم خدا
آگ میں جلنا کرے تو اختیار | بر خلاف امر حق ہوئے نہ کار

جب یقین دل ہوا اسطرح چست | جز ہوئی اسلام کی تیری درست
ہے یہ ایمان باعث قرب خدا | نور اسکا ہے ترقی پر سدا

جسکو اس رتبہ کا ایمان ہے نہیں | وہ حقیقت میں مسلمان ہے یقین
آپ کو سمجھا ہے مومن ہر بشر | اصل سے ایمان کے ہے بیخبر

ہے ولایت اور صلاحیت تو دور | پہلے تو مومن تو ہو اے بے شعور
نور ایمان سے ہو گر دل منجلی | اب تجھے اس قابل ہوتا ہے تولی

بیان اقسام ولایت کا ہے وجہ کلی پہ اول
قسم ولایت کا نام ہے ولایت محمدی

لائق قرب خدا اے عز و جل | ہو گیا تو گر کرے اچھے عمل
ہے ولایت عمدہ قسم اے نوجوان | انکے بھی افراد ہیں بیش از بیان

ہے ولایت سب سے برتر احمدی | کسب سے ہوتی ہے حاصل اے بھلے
اتباع سنت احمد کرے | آگ میں باہر نہ آتش سے تو دھرکے

جان و دل سے ہو فدائے مصطفے | حکم کو انکے بدل لائے بجا
اسطرح سنت پہ رہ ثابت قدم | انکے کہنے سے نہ ہو کچھ بیش و کم

چاہیے خلوت نہ کچھ ترک وطن | دل سے ہر اک سے لیک وہ حسن
ہو بحسب شرع سب اختلاط | بیش و کم کی چاہیے پر احتیاط

حد شارع سے نہو باہر قدم | گر نہ کچھ افراط و تفریط اے صنم
حال رکھ اصحاب کا پیش نظر | اور سب دنیا کے اپنے کام کر

تجکو گر دنیا و ما فیہا ملے | انکے کہنے سے نہ تو بھی ٹلے
کیونکہ فرماتا ہے خود پروردگار | ہیں لعب اور لہو اشغال دنیا کے کار

سب سے بہتر قرآن تھا اصحاب کا | پہونچے کب انکو کسی کا اتقا
فیض صحبت سے نبی کی وہ یقین | انکو حاصل تھا کہاں ہو تا یہیں

لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ والناس اجمعین [illegible]

وان نہیں جز سنگ حسرت ہی نجر
گر کرے تو اُسکے حق مین کچھ دعا
اب نہین ہو سکتا کچھ اُس سے سوا
تجھسے ہو سکتا ہی اُس سے کبھی بھلا
اُسکا پرتو تیرے اندر ہی چھپا
غیر پر غفلت سے رکھتا ہی نظر
آپ کو پہچان تو اے بد قماش
تو خدا کو بیگمان پہچانتا
جسکے اندر گم ہی عقل پر لبیب
ایک گوشے مین جہان اُسکے نہین
اُسکے اجزا مین ہی مخفی اے گیا
قطع جب چاہ و ترک غیر کر
ہی اگر ایوان یوسف تو ہی دل
جلوۂ دلدار تا آوے نظر
ہوتی ہی دلبر سیاہی آشکار
غیر کے پیچھے ہی پھرتا دربدر
کسب مین بندے کو گو ہی اختیار
گر وہ چاہے دے تجھے رستہ بتا
تب ملے اس راہ کا تجھکو پتا
ہر کجی ہی راہ شیطان رجیم
تو قدم رکھ اپنا سیدھی راہ پر
حق نے جنکو نعمتین کی ہین عطا
کونسی دولت نبوت سے ہی فوق
ہی بری غفلت نہ تو آگاہ ہو
چونکہ تجکو رہ بتاتا ہی خدا

تیر سے جاتے نہین ہین فائدے
وصل اُسکے ہوگئے ہین منقطع
زندے سے ہو سکتے ہین جو جدا
گرچہ زندہ ہی سن اے مرد خدا
ہی اگرچہ وہ منزہ از مکان
دو جہان مین تیرے اندر مستتر
گم ہوا ہی بیشک اے یار آنچہ
کیونکہ کہتا ہی نبی تجھسے
گرچہ ہی چھوٹا بہت سنگ اسپر جا
ہین ہزارون کوہ و دشت و بحر و بر
کیون ہی پھرتا دیکھتا در در بدشت
ہی اگر یوسف تو ہی اس چاہ مین
ہی زلیخا یوسف مصری یہان
گر اگر اسکی صفائی ہو سکے
اسطرح ہر لحظہ پڑے تو بتو
غیر سے پرشے ہون کیونکر دلکی دور
کسب مین ہی دخل تجکو جسقدر
کر خشوع و عجز ہر شام و سحر
راہ حق پر جبکہ تو باندھے کمر
آپ فرماتا ہی قرآن مین خدا
تجکو اُس رستہ کا دیتا ہی پتا
ہی مراد اس رہ سے راہ انبیا
جب ہوا اللہ تیرا راہ بر
گر چلا تو اور سمت راہ کو
اُسکے آگے اور کا کہنا ہی کیا

ایک یہ ہی موت یاد آوے تجھے
فعل سے تیرے وہ ہو وے منقطع
راہ حق مین جانکر تو نا خدا
شیر مردہ سے ہی رتبہ مین سوا
دیکھ اُسکا قلب سے اپنے نشان
دوسرے کا تو عبث ہوتا ہی سر
پہلے اپنی آپ کر لے جستجو
جسنے یہ سمجھا آپ کو عارف ہوا
اُسکی وسعت کی نہین کچھ انتہا
اُسکے اندر مستتر اے بیخبر
خانقاہ و مسجد و کوہ و دشت
منفعت گر ہی تو ہی اس راہ مین
تو گیا ہی دیکھنے اُسکو کہان
زنگ کھو اُسکا اگر تو کھو سکے
قلب پر پڑتے ہین جسکے تو بتو
ہی یہ نادانی تری اے بیشعور
غیر مین بھی ہی وہی اے بیخبر
لطف کیا ہوتا ہی تیرا چارہ گر
ہین بہت راہین ولیکن اُن مین مگر
جا ہو تم تجھسے بدل راہ پر
سورۂ الحمد مین حق کی ہی ثنا
اور بیان عز و جاہ انبیا
تو بھی تو گمراہ ہی کور و کر
عذر تیرا کل کو کب مسموع ہو
پڑھ کے تو لاحول دل سے یہ فنا

آیت قرآن یا قول رسول / جان و دل سے اپنے کر دو تو قبول
رہے جو کچھ انکے سوا ای مردین / ہے وہ مردود او شیطان لعین

خار و خس کو وہم کی جڑ سے اکھاڑ / ہے یہاں تنکے کی اوجھل میں پہاڑ
چھوڑکر قصہ کو اوہام کے حسن / تو بیان کرنے لگا راوی سخن

اسکا کچھ پایاں نہیں ہے باہنر / قصد تو اے وہم کا پھر آغاز کر
ضبط کر دلمیں ہے گر جوش و خروش / تا مخاطب کے نہ گم ہو جائیں ہوش

سامعونکے حوصلے پر کر کلام / تا کہ لغزش میں نہ آوے فہم عام
الغرض ماں باپ ابراہیم کے / دیکھکر اسکو نہایت خوش ہوئے

شکل و صورت میں تھا وہ رشک پری / رو نما جیسے ہو ماہ و مشتری
صورت و سیرت میں یکتا دیکھکر / خوش ہوئے القصہ مادر اور پدر

شغل تنہائی میں انکا وہ ہوا / لائے ویسے شکر ایزد کا بجا
جب ہوا [illegible] فراغ / دیکھکر بیٹے کو ہوتے باغ باغ

دو برس پورے تھا جب وہ ہوگیا / اور غذا فی الجملہ وہ کھانے لگا
غیب سے آنے لگا تا وہ طعام / قدرت ایزد سے اسکو بالدوام

اسکی برکت سے لگے اشجار پر / اچھے اچھے وضع کے شیریں ثمر
قدرت حق سے ہوا وہ [illegible] / گلشن و گلزار پر بھی خوق تر

آخرش از فضل رب ذوالجلال / ہفت سالہ ہوگیا وہ نونہال
ہوش و فہم و عقل و ادراک کا / تیز تر سب سے اسے حق نے دیا

تھا ہر اک انداز میں وہ بے نظیر / حسن میں خجلت دہ بدر منیر
شستہ و رفتہ نہایت بول چال / ہر صفت میں تھی علی وجہ الکمال

طور و طرز اسکا ہر اک مرغوب جان / صورت و سیرت میں یکتائے زمان
دلمیں اے وہم کیا ارادہ یہ ہوا / غور کیجے اسکی اب تعلیم کا

حفظ کر لے وہ کلام اللہ کو / بعد اسکے علم کی تحصیل ہو
اس ارادے پر وہ فرخندہ لقا / لیکے ابراہیم کو اندر کنار

بلخ میں پھرتا تھا اندر کو بکو / تھی معلم کی ہر اک جا جستجو
تا کہ ایسا مرد و دہقانی ملے / جستہ للہ اسے تعلیم دے

آخرش بعد از تردد کے ملا / اک معلم زاہد و با اتقا
عابد و مسکین کریم و پارسا / عالم یزداں پرست و باوفا

دیکھکر استاد نے ذہن و ذکا / پاس شفقت سے لیا اسکو بلا
الغرض ہر صبح وہ مرد نکو / لاتا اس مکتب میں ابراہیم کو

الفت قلبی سے اپنے بالدوام / پھر انھیں لینے کو آتا وقت شام
تھا یہی ہر روز اہم کا شعار / شغل و سکا تھا یہی لیل و نہار

تھی زبس شفقت انھیں بے انتہا / تنہا آنا جانا دلپر شاق تھا
ہو گئی اسطور پر مدت بسر / ایکدن ناگاہ از حکم قدر

شاہ مالک بلخ کا ظل اله / کار فرمائے جہان و دین پناہ
با وزیران و سپاہ و لشکران / با دلیران و امیران ہاں

گذرا اس مکتب سے اک دن ناگہاں / مصحف ابراہیم پڑھتا تھا جہاں
بادشہ نے جب سنی اسکی صدا / دل پر اسکے کچھ اثر پیدا ہوا

کرکے اسجا اپنے گھوڑے کو کھڑا / پڑھتا ابراہیم کا سنتا رہا
صحیح الفاظ اسکے مد و شد / سنکے غش غش کر گیا فرحی خرد

تھا ہمیشہ سے طریقہ شاہ کا / جس جگہ مکتب سر رہ دیکھتا
سنتا پڑھنا جا کے ہر اک طفل کا / کرتا پھر انعام ہر اک کو عطا

آتا پڑھنا جسکا خاطر میں پسند / اسکو دیتا نقد اور رستے دو چند
دیکے زر استاد کو شاہ نکو / چھٹی دلواتا تھا پھر طفل کو

پھر پیا دو عادت معہود کی / آیا مکتب میں شہ عالی گہر
سنکے شفقت سے سبق ہر طفل کا / کی ہر اک پر انکے رتبے کی عطا

کی جو ابراہیم پر اسنے نگاہ / رہ گیا حیران و ششدر بادشاہ
دلمیں اپنے جوش الفت دیکھکر / رہ گیا خاموش شہ بیکو سیر

پائے پھر اعضا میں اسکے بیگمان / اپنی دختر کے عیان سب نشان
اسکو صورت میں مشابہ دیکھکر / یاد آئی اسکو دختر اسقدر

ہو گئی سارے محل میں یہ دھوم
غور تو نکا ہو گیا اُس جا ہجوم

جسکو جو آتا تھا سو تدبیر کی
عود و عنبر کی بہت تبخیر کی

کم ہوا کچھ دل کا اسکے اضطراب
ہوش میں جب آ گئی وہ شعلہ تاب

گود میں پھر اسکو لیکر ناگہان
سانس ٹھنڈی بھر کے کرتی تھی بیان

ای مرے لخت جگر کے ہم شبیہ
ای مرے نور بصر کے ہم شبیہ

ای مری رشک قمر کے ہم صفت
ای مرے گلبرگ تر کے ہم صفت

ای مری اُس گلبدن کے ہم دہان
ای مرے شیریں دہن کے ہم لسان

ای مرے اُس لعبت چین کے قرین
ای مرے آہوے مشکین کے قرین

ای مرے تابندہ اختر کے شبیہ
ای مرے مہر منور کے شبیہ

ای مری نادیدہ دنیا کے مثال
ای مرے فرزند زیبا کے مثال

ای مرے یوسف کے ہم طرز و روش
ای مرے لیلیٰ کے ہم شوخ و قماش

ای مرے جان جہان کے ہمعنان
ای مرے غنچہ دہان کے ہمعنان

ای مرے اُس سرو کے ہم کمر
ای مرے یاقوت لب کے ہم گہر

دیتا ہے ہر خیر و تیرا بیگمان
یوسف گم گشتہ پیر کا نشان

ہے جو ہر ہر خبر دیتا بالیقین
یادگار لیلیٰ محمل نشین

کون ہیں بتلا تری مادر پدر
نام سے انکے مجھے آگاہ کر

شاہ کی دختر کا جو کچھ نام تھا
وہ ہی ابراہیم نے اٹکا لیا

اور بتایا نام ادہم باپ کا
دشت میں اپنے بھی رہنے کی جا

نام کو ادہم کے ہر اک مرد و زن
جانتا تھا خوب ہر دو جسن

کیونکہ وہ عاشق تھا دخت شاہ پر
اسلیے واقف تھا اُس سے ہر بشر

چند مدت وہ پھر اٹھا آن حجاب
جانتا تھا اسکو ہر اک شیخ و شاب

مر گئی تھی جبکہ دخت بادشاہ
دلمیں ہر اک کی یہی تھا اشتباہ

نقض عہد عقد جو اُسنے کیا
دی تھی کچھ ادہم نے شا بد دعا

تھا اُسی کی بد دعا کا یہ اثر
مر گئی جھٹ پٹ جو وہ رشک قمر

اسلیے ادہم سے حسن اعتقاد
دلمیں تھا ہر شخص کے حد زیاد

جب سنا ادہم کا اور دختر کا نام
رہ گیا حیرت میں ہر اک لا کلام

سو چھپا تھا دلمیں پر ہر بشر
راز بھی سے ولیکن بیخبر

شاہ کو اور اہلیہ کو شاہ کی
نام دختر سنکے حیرت سی ہوئی

تھے اگرچہ اس میں سو اشتباہ
الفت قلبی ولیکن تھا گواہ

دل ہی دلمیں کر رہے تھے وہ خیال
ہے جو یوں الفت سے اپنے دلکا حال

یہ تڑپ یہ اُس پہ گرویدگی
غیر خیریت نہیں ہوتی کبھی

کیا سبب ہے یوں جو دل ہے بیقرار
اسقدر کیوں ہے طپش بے اختیار

آپ ابراہیم کو نہلا دھلا
دی نئی پوشاک پاکیزہ پنھا

اپنے ہاتھوں سے کھلا کر پھر طعام
کرتے تھے ہر چند کچھ اُس سے کلام

طفل کو پھر گھر کے اندر چھوڑ کر
آیا باہر شاہ فرخندہ سیر

بیٹھکر خلوت میں رہا بالفرق
بحر حیرت میں ہوا اکبار غرق

بادشہ کے دلمیں آیا خیال
پوچھیے ادہم سے اُس دختر کا حال

فرق اسکی راست گوئی پر نہیں
جو کہے گا سو وہ سچ ہے بالیقین

مرد حق ہے یا ہی بندہ راستی
جھوٹ ہرگز وہ نہ بولیگا کبھی

یہ سمجھکر حکم دربان کو دیا
جا چونکہ شاہ نے آ کر کیا

طفل کو آئے کوئی لینے اگر
روکیو ان اسکو تم بیرون در

دست بستہ با ادب لے آئیو
مجھ تک اُس درویش کو ہوگا جو

منتظر ادہم کے آنے کا وہاں
بیٹھا تھا وہ بادشاہ کامران

آنا ادہم کا مکتب میں شام کو ابراہیم کی طلب میں استاد سے سننا بادشاہ کے بیجانے کا حال پھر وہاں جانا مدہوش حزن و ملال

آیا مکتب میں تہی وقت سحر
لینے ابراہیم کو اُسکا پدر

خالی مکتب دیکھکر گھبرا گیا
آنکھوں کے نیچے اندھیرا چھا گیا

ماجرا ہے یہ بلا کم و کاست
جو کہا میں نے یہ سب ہے راست راست

جب سنا شہ نے یہ نادر ماجرا
غنچۂ دل ہو گیا فرحت سے وا

زندگی کی سنکے دختر کی خبر
تھی خوشی ہر اک بشر کو اسقدر

جس خوشی کا ہو نہیں سکتا بیان
برتر از تحریر و تقریر و گمان

اہلیہ نے شاہ کی سنکر خبر
بھیجوائیں انکو دے لعل و گہر

جو کہ اسکی ہمسن و ہم عمر تھین
ساتھ اسکے مدتوں تک کھیلی تھین

گو وہ میں جنکے پلی تھی وہ پری
کھیل میں تھی جنکو شب کو ہمسری

تھیں جو ہندو شیر کی جو دائیاں
شاہ نے سب بھیجکر بلوائیان

حکم سب کو یہ دیا جلدی تمہین
جاکے تم دیکھو کہ وہ ہے یا نہین

غور سے ایسی طرح کرنا نگاہ
تا رہے تم کو نہ ہرگز اشتباہ

پوچھیو سب اس سے پنہانی ہے جو
گوش دل سے سنیو جو کچھ وہ کہے

اپنے لڑکپن کا سب راز و نیاز
پوچھنا اس سے بعز و امتیاز

فی الحقیقت ہو وہی دختر اگر
تو مجھے جلدی سے دو آکر خبر

پالکی میں کرکے ہر اک کو سوار
بھیجکر تخت سے شاہ نامدار

جاکے سجدے میں لگا کرنے دعا
گریہ و زاری سے با صد التجا

مناجات

ای خدا دارندہ عرش برین
مین تو گویا اس مرض سے تھا حزین

لطف تیرا ایک سب پر عام ہے
قاضی الحاجات تیرا نام ہے

کچھ نہیں یہ لطف تیرے سے بعید
ہو شب تاریک غم کی روز عید

یوسف مصری کو بعد از قعر تہا
باپ سے آخر دیا تو نے ملا

اسطرح میرے بھی دلکو شاد کر
خانۂ ویران کو پھر آباد کر

جائے غم اب فرحت موفور بخش
زخم دل کو مرہم کافور بخش

قول ادہم ای خدائے دادگر
قدرت کامل سے اپنے راست کر

اسکا کہنا ہوا گر قضا در شرع
صدق سے یارب دی توفیق فرغ

بادشہ سجدے میں تھا گریان و زار
اتنے میں دوڑا ہوا آیا سوار

دور سے اسنے مبارکباد دی
اور حقیقت حال کی ساری کہی

لیتے پہچانا اسے ای بادشاہ
ہے وہ دختر آپ کی بے اشتباہ

ہے وہی یہ دختر مریم صفت
ہے وہی یہ مہر برج سلطنت

مجھکو بھیجا ہے کہ دے جاکر خبر
کیا ہے حکم ای بادشاہ دادگر

سنتے ہی مژدہ وہ جانبخش شاہ
با امیران و وزیران و سپاہ

خود ہوا ملنے کو دختر کے سوار
وہ شہ والا نسب عالی تبار

آگے مستورات کرکے سب روان
پیچھے پیچھے بادشاہ کامران

شہر میں اس بات کا چرچا ہوا
دیکھنے کو نکلی اک خلق خدا

رفتہ رفتہ پہنچے آخر کو وہان
تھا جہاں ادہم کے بیٹی کا مکان

چھوڑکر سبکو وہاں سے دور تر
پا پیادہ وہ گئے دشت نبکو سر

لیکے ساتھ اہل حرم کو خود گیا
تھی جہاں وہ شاہزادی رونق فزا

بن میں دیکھا ایک ٹوٹا سا مکان
خار و خس کا اسکے آگے سائبان

بیٹھی خس پر بصد عجز و نیاز
کر رہی تھی وہ ادا اپنی نماز

پارہ پارہ پیرہن مانند گل
تھا عیاں جس سے بدن مانند گل

سر کی چادر میں بہت پیوند تھے
گنتی تھی انکی ترولی بعدد سے

دیکھکر اس حال ابتر کو وہان
آگیا غش اسکی مادر کو وہان

دیکھکر دختر کا اپنی تنگ حال
آئی رقت بادشاہ کو بھی کمال

دیکھکر دختر کا یہ رنج و محن
گریہ و زاری میں تھا ہر مرد و زن

کرچکی جب وہ ادا اپنی نماز
دائیوں نے یوں کیا عرض نیاز

تیرے ملنے کیلیے اے سیمبر
لائے ہیں تشریف مادر اور پدر

یہ خبر سنتے ہی وہ رشک پری
دوڑ کر دونوں کے قدموں پر گری

جوش شفقت کا جو دونوں کو ہوا
اپنی چھاتی سے لیا اسکو لگا

پھر پنہایا اسکو شاہانہ لباس
ہودج زرین بٹھایا ماں نے پاس

ہوگئے دختر اور مادر ہمکنار
اک سواری میں بیٹھیں دونوں سوار

شاہ ادہم دونوں ماں بیٹی ہم ایکجا
اک عماری میں ہوکر رونق فزا

بازاران غوث ثقلین و ناز | شہر مین داخل ہوا با امتیاز
ہو گئے مسکین جب سے مالدار | صاحب ثروت امیر نامدار
اس تجمل سے سواری شاہ کی | آکے اپنے گھر مین پھر داخل ہوئی
سندس و سنجاب و خز و گلبدن | اطلس و کمخواب و دیبائے کہن
راہ حق مین مال و زر بالکل دیا | اسقدر حیرت کی بے انتہا
خوب ہوتی ہے اکیلے یاد حق | خوش نہین آتی مجھے یہ خلق دق
بادشاہا دشت و صحرا کی ہوا | ہے موافق طبع کو میری سدا
مین کرون وقت اپنی کو بسر | یاد حق مین ہے سوا کے بیخبر
فدوی بھی ہو تو بس ہو یہی شاہ | آئیگا خادم مین لیکن گاہ گاہ
لیک وہ ہمتا بس وحشی مزاج | وحشیونکو ہے سدا خلوت علاج
کب پسند آئے اسے باغ و قصور | اختلاط خلق سے جو ہو نفور
جسنے پائی کچھ بھی درویشی کی بو | جاہ و حشمت کی کرے کب جستجو
کار دنیا کے ہین سب لہو و لعب | عیش ہو جاتی ہے دم مین منقلب
ہے کہان شاہ سلیمان سدیو | ہے کہان اس کوس شاہی کا غریو
ہے سراسر کار دنیا بے ثبات | جو پھنسا اسمین کیا شیطان نے مات
مرد بنکر رشتۂ دنیا کو توڑ | اسکے پہلے چھوڑ دے جو اسکو چھوڑ
ہے یہ دنیا برمثال کشت زار | آدمی اس کشت کے ہین برگ و بار
جب وہ میعاد سفر ہو چکی | خود بخود ظاہر ہوئی پژمردگی
کرتے ہین پھر از سر نو کشتکار | سلسلہ جاری ہے تا روز شمار
متصل ہے اس گلستان کی ہوا | ہے یہ پیری و جوانی توامان
زہد و طاعت مین ہی بن [illegible] | تا نہ ہووے حشر مین خوار و خجل
ہو کے رخصت سب سے صحرا مین گیا | تھی قدیمی سکی جو بننے کی جا
ترکیب مین تا طلب کے مصروف تھا | محو ذات ذوالجلال کبریا
دیکھکر فرزند و زن کو اک نظر | رہ گیا اک دن پہلا جا ادھر

لعل و یاقوت و زمرد سیم و زر | بخشے محتاجون کو شہ نے بے خطر
جو خزینہ مین تھا اسکے مال و زر | سب کیا قربان اسکے نام پر
اہلیہ نے شاہ کی للہ دیا | زیور و زر جو کہ اسکے پاس تھا
جو کہ توشکخانہ مین موجود تھا | اس خوشی مین سب دیا اسنے لٹا
تین دن کے بعد ادہم نے کہا | اے شہ عاجز نواز و باسخا
اس ہجوم خلق سے دل ہے تنگ | اختلاط خلق ہے کام نہنگ
حکم ہو مجھکو کہ تا جاؤن قدیم | دشت و بر مین فارغ البال کم
اہلیہ میری رہے جائے کنیز | اور غلامی مین یہ فرزند عزیز
شاہ نے ہر چند سمجھایا اسے | اور یہان رہنے کو فرمایا اسے
جسکو خلوت مین ملا ہو ذائقہ | دوست رکھتا ہے وہ تنہائی سدا
کھل گیا ہو راز پنہانی جسے | کب پسند آتی ہے سلطانی اسے
گر نہ ہوتا مسکنت مین کچھ مزا | کیون نبی اسکو خدا سے مانگتا
ہے کہان اسکندر و افراسیاب | ہے کہان کاؤس کا جام شراب
ہے کہان وہ جاہ وہ انگشتری | ہے کہان یوسف و اسکے مشتری
جسنے اس دنیا سے کی پہلو تہی | مرد دانا وہی ہے بس وہی
عمر دنیا ہے متاع پر غرور | جو پھنسا اسمین ہوا رحمت سے دور
ہوتا ہے اس کشت کا نشو و نما | تا بمیعاد معین اے فنا
کرکے مستاصل سے از بیخ و بن | کرتے ہین آراستہ پھر کارکن
ہے جو سرسبزی تجھے چندے بہا | اسمیں سفر در ہوا نوجوان
زور و قوت در جوہر عقل کا | امتحان کیجے اسی سے تجربہ ملا
الغرض وہ ادہم فرخندہ فال | کرکے فانی جاہ دنیا کو خیال
چھوڑ کر وہ عیش وہ ناز و نعیم | فقر اور فاقے مین ہو با دل مقیم
بعد مدت کے اگر جی چاہتا | شہر مین بیچی آکے [illegible]
جب تلک وہ مرد حق زندہ رہا | یہ طریقہ اسکا پائندہ رہا

تربیت کرنا بادشاہ کا بطور فرزند ابراہیم فرخندہ سیرت کو اور ولیعہد کرکے سونپنا کاروبار سلطنت کو

تھا غرض ان بادشہ کا روز عید — رات اُسکی تھی شب قدر السعید

جسکے گھر تھی حسرت ملعونہ زنی — اُس اندھیرے میں ہوئی پھر روشنی

بادشاہ کے الغرض بیٹا ہوا — کچھ نہ تھی اولاد دختر کے سوا

ماہ عصمت مہر برج سلطنت — در درج اتقا مریم صفت

بہتر از فرزند ابراہیم کو — جانتا تھا بادشہ اُسی دوستو

جان و دل سے تھے تھا اُسپر فدا — پاس سے کرتا نہ دم بھر کو جدا

واسطے تعلیم اور تلقین کے — جمع ابراہیم کے خاطر کیے

سبکہ اُسپر تھیں عنایتہائے حق — رکھتا تھا ہر بات میں سب پر سبق

یہ خصائل ہیں عطائے کردگار — کسب کو اسمیں نہیں کچھ اختیار

ظلم و جور و فسق یا فعل جمیل — ہیں یہی افعال باطن کی دلیل

دخل اسکو کسب میں ہے فعل کے — تو خدا کو مان الگ ہو جبر سے

جو کہ ہے منطوق شرع مصطفے — جبر ہے اسمیں نہ کر کم یا سوا

کسب میں ہے جبر کہنا سب غلط — ہے ترا املا و انشا سب غلط

طوق لعنت تو ہے جبر یا نقصان — کاملوں کو تاج رحمت بیگمان

چھوڑکر یہ جبر و قدر اے نور عین — یاد رکھ تو ایک امر بین بین

جبر میں جو ہے سو ہے وہ جمیل — فرع میں جو ہے سو ہے وہ اصیل

صانع شمشیر اچھا بالیقین — ضارب شمشیر مردود و لعین

کام تھا انکا نفسہ گرچہ ملیح — کسب نے تیرے کیا اسکو قبیح

قتل کافر مورد تحسین ہوا — قتل مومن مورد نفرین ہوا

خلق اسکا مورد تحسین ہوا — کسب تیرا مورد نفرین ہوا

گر نہوتا کسب میں کچھ اختیار — پوچھتا پھر تجھسے کیوں پروردگار

الغرض وہ رشک بنائے زمان — ہوگیا ہر فن میں یکتائے زمان

لایا سجدہ شکر یزدان کا بجا — اور ولیعہد اپنا اسکو کردیا

نظم و نسق فوج و ملک و بحر و بر — سونپ کر سب ابراہیم پر

جسکے اوپر ہو عنایات خدا — اسکو دیتا ہے زیادہ حوصلہ

اُس اندھیرے گھر میں گویا تھا چراغ — قدرت حق سے ہوا روشن چراغ

تھا خزان سے وہ چمن پژمردہ تر — نکلے پھر اسمیں شگوفے اور ثمر

تھی وہی اک دختر نیکو سیر — رشک مہر و مشتری رشک قمر

اس سبب وہ دختر کان تمیز — تھی زیادہ جان سے اسکو عزیز

صبح سے تا شام شب سے تا سحر — رکھتا ابراہیم کو پیش نظر

نکتہ دان و ہوشیاران جہان — کاملان و اوستادان زمان

عمر میں گو خرد ابراہیم تھا — عقل میں تھا پر بزرگوں سے سوا

طور و طرز اُسکا بہت مرغوب تھا — کام جو تھا اُسکا سب اک خوب تھا

ملتی ہیں ہر شخص کو روز ازل — فرع اسکے ہیں نمایاں ہر کے عمل

یہ حسن ہیں تو خصائل ہیں حسن — یہ اگر بد ہیں تو بد ہیں بے سخن

سنگ کی اور تیری خصلت میں ہے فرق — جو نہ سمجھے تجھ غفلت میں ہے غرق

حکم حق جو ہوا ادھر کو ہو روان — لا نہ کچھ حیلہ و حجت درمیان

جبر وہ ہے پیش چوگان قضا — بنکے صابر تو نہ مارے دم ذرا

تو نہ جبری اگر کامل نہیں — پوچھ لے اسکو اگر غافل نہیں

ہے نہ بالکل جبر و بالکل اختیار — راہ حق ہے بین بین ای ہوشیار

خالق میں اور کسب میں کچھ ہے فرق — ہے غضب گر تو نہ سمجھے یاد فرق

خلق میں ہر چیز ہے بیشک حسن — حکمت و رحمت ہے کار ذوالمنن

قتل کی قدرت ہے تجھمیں القبیا — کسب پر موقوف ہے اچھا برا

خلق میں اُسکی نہیں مطلق بدی — لیک بیشک کسب میں ہے تیری بدی

عدل سے ہے بات و شگون بعید — گر کرے مجبور کو زجر شدید

گر کرے تو کسب کو اپنے درست — دین و دنیا کا ہو ہر اک کام چست

صورت و سیرت میں پاکر بےنظیر — بادشاہ دادگر آفاق گیر

روبرو اپنے امور مملکت — حل و عقد کاروبار سلطنت

بافراغ بال و شادی طرب — عیش و عشرت میں وہ رہتا روز و شب

ہیں بہت صورت میں سارے یکسان — فرق سیرت کا ہے انکے درمیان

۵ جبری و قدری دو فرقہ اسلامیہ

کر ضروری کار یوں پیدا ادا
جسطرح کھائے کوئی کڑوی دوا

جان و دل سے ہے اسے لغو
عفو ہے تجھکو جو ہے جای ضرور

کسب و محنت سے بقصد رنج و ملال
جو کوئی پیدا کرے قوت حلال

نیت خالص سے گر اسنے کیا
وہ عبادت میں ہے لکھا جائیگا

خط نفسانی بھی گر للہ ہو
وہ صلوۃ و صوم کے ہمراہ ہو

نیت خالص ہے لیکن معتبر
ہو سکے تو دل کو اپنے صاف کر

ہو عمل ظاہر میں گو خرد و صغیر
حسن نیت سے ہو بہتر از کبیر

پھر اگر نیت ہوا ول سے خراب
تو غزا و حج بھی ہیں رد و باب

لغو بے نیت کے ہیں سارے عمل
ہے یہ وعظ و پند سب ملکے دغل

ہے دکھانے کو اگر عجز و نیاز
تو کلید باب شر ہے وہ نماز

الغرض وہ مجمع لطف و سخا
محرم راز جناب کبریا

یعنی ابراہیم شاہ دو جہان
کرتا تھا ظاہر میں گو کار شہان

لیک تھا دنیا سے دل برداشتہ
بے وفا و بے بقا پنداشتہ

کار دنیا سے نہ تھی چسپیدگی
کچھ نہ تہ دل سے نہ تھی گرویدگی

جانتا تھا کار دنیا مستعار
کرتا تھا بہر ضرورت کاروبار

ملک رانی اسنے کی با آب و تاب
ولی بہر و اللہ اعلم بالصواب

عدل اپنے عصر میں ایسا کیا
محو مطلق ہو گیا ظلم و جفا

شمع پروانی کو دے تکلیف اگر
قطع جلد اسکا کرے گلگیر سر

ظلم سے توڑے جو برہنی ہری
پھیرے قصاب گردن پہ چھری

دنیا سے بیزار ہونا ابراہیم کا چھوڑنا تخت و دیہیم کا

دس برس چلہ کشی کرنا غار نیشاپور میں پھر کعبہ کو جا کر مصروف ہونا عبادت رب غفور میں

سلطنت میں بلخ کی شہ خوش خصال
ولی سے تھا معروف با ذو الجلال

سنتا جسجا مرد درویش فقیر
جاتا ملنے اسسے شاہ بے نظیر

خدمت درویش تھا اسکا شعار
جان و دل سے تھا فقیروں پر نثار

یار غار عالمان و فاضلان
دوستدار عابدان و کاملان

انکی صحبت کا ہوا دل پر اثر
کفش پا اس سلطنت پر مار کر

دو برس سے خلعت شاہی کیا
پا برہنہ رستہ صحرا کا لیا

سلطنت کے ترک میں اختلاف تھا
مختلف ہیں راویوں کی ہیں مقال

بعضے کہتے ہیں کہ وہ شاہ زمن
دشت و بن میں بہر صید جستان

اچھے اچھے لیکے ساتھ اپنے سوار
ایکدن ناگہ گیا بہر شکار

دور سے آہو اسے آیا نظر
پہونچا اسپر شاہ گھوڑا مار کر

ہو گئے وہ اپنے سواروں سے جدا
پیچھے وہ فرسنگ اسکے رہ گیا

جاتے جاتے ہو گیا آہو کھڑا
با فصاحت اس نے وہم سے کہا

سمجھو اس غافل میں صید ایک کیا
وحشیوں پر تا کرے جور و جفا

ہے غرض ایجاد سے تیری کچھ اور
کر ذرا تو دل میں اپنے آپ غور

بات یہ کہکر وہ غائب ہو گیا
نقش اسکا شاہ کے دل پر ہوا

سنتے ہی اترا شہ عالی گہر
چھوڑ کر دنیا ہی وہ نکلا بسر

کی اسیدم سے فقیری اختیار
دشت کا رستہ لیا بالاضطرار

بعضے یوں کہتے ہیں وہ شاہ جہاں
کرتا تھا دریا پہ صید ماہیان

آگیا ناگہ جو دل میں کچھ خیال
اٹھ کے تنہا وہ شہ نیکو خصال

پا پیادہ بہر سیر آب جو
پھرتا تھا دریا پہ وہ فرخندہ خو

دیکھتا کیا ہے کہ اک پیر نکو
کرتا ہے بیٹھا کنارے پر وضو

نور چہرے سے عیاں ہے مثل خور
سر سے پا تک رحمت حق سے بہرہ ور

اسکی وہ شکل و شمائل دیکھکر
تھا کھڑا ششدر شہ نیکو سیر

دل میں کہتا تھا کہ یارا جہاں
یوسف ثانی یہاں آیا کہاں

یہ فرشتہ ہے کوئی یا ہے بشر
بھید سے اسکے نہ تھے آگاہ کر

پھر جب کر کے وضو فارغ ہوا
جا کے ابراہیم قدموں پر گرا

پاؤں پہ سر رکھا کر شاہ کا
اپنی چھاتی سے کیا اسکو لگا

یوں کہا پھر کر کے لطف بیکران
خضر میرا نام ہے ای نوجوان

مجھکو بھیجا ہی خدا سے پاک نے
علم باطن پھر اُسی تلقین کیا
اسم اعظم بھی دیا اُسکو بتا
خضر جب تعلیم اُسکو کر چکا
عشق کا ایسا ہوا جوش و خروش
تاج شاہی کو لیا سر سے اُتار
مثنوی مین مولوی معنوی
آدمی کے پا کا کھڑکا بام پر
دیکھکر شہ نے تعجب سے کہا
سنکے وہ بولا با آواز حزین
مین نہ لعل و سیم و زر گم کردہ ہون
عقل اتنی تجھکو لے نادان نہین
بر خلاف عقل جو تجھسے ہوا
ہی مری اِس جستجو سے بھی عجیب
کہکے یہ وہ شخص غائب ہو گیا
الغرض وہ بادشاہ کامران
لذت دنیا ہی دونکو چھوڑکر
تھا جو کچھ حق ریاضت سو کیا
جسم کو توڑے تو ہو سرسبز روح
جائے ویران ہی خزانے کا مکان
اس فقیری مین بھی ابراہیم کو
چند مدت اس تک و دو مین رہا
آخرش اُس سے ملا وہ مرد دین
ماہ برج معرفت اہل صفا
چند مدت اُنکی خدمت مین رہا

تیری ہی تلقین کرنیکے لیے
خلق کا جس سے ہوا وہ پیشوا
جس سے وہ نور مجسم بن گیا
فی امان اللہ کہا غائب ہوا
ہو گئے مغلوب جس سے عقل و ہوش
خلعت دنیا کو کرکے تار تار
یون روایت کرتے ہین اس حال کی
سنکے جاگا وہ شہ نیکو سیر
کون ہی تو نام اپنا سچ بتا
ہو نہین عاجز بندۂ اندوہگین
بندۂ مسکین شتر گم کردہ ہون
بام پر بھی اونٹ چڑھتا ہی کہین
ہی جنون یا تجکو مالیخولیا
ہی مری فہمید سے بھی یہ عجیب
بادشہ دنیا سے تائب ہو گیا
چھوڑکر اپنا دیار و خانمان
یاد مین اللہ کے باندھی کمر
جسم کو فاقون سے کانٹا کر دیا
ولیکن ظاہر مین ہی جب تنقیح
گر تکلف ہی جواہر دان کہان
جستجو تھی تا ملے مردنکو
آخرش بر آیا دل کا مدعا
رہنما ہی عارفان و کاملین
محرم راز جناب کبریا
حق ریاضت کا ادا اُسنے کیا

ہی یہ دنیا جیفہ و طالب کلاب
دم کے دم مین قلب نورانی ہوا
منکشف اُسپر ہوے اسرار غیب
چھوڑا ابراہیم نے خویش و تبار
جذب مستی مین کیا ترک وطن
ترک کرکے دل سے اس دنیا کو وہ
گھر مین اپنے وہ شہ عالی گہر
دیکھتا کیا ہی کہ اک مرد جوان
کسطرح اسجا ہوا تیرا گذر
اونٹ میرا گم ہوا ہی ناگہان
شاہ نے سنکر کہا اے بیخرد
فہم سے صد سالہ رہ ہی دور یہ
یون کہا اُسنے کہ اے فرخندہ خو
حق کو ڈھونڈھے سلطنت مین جو بشر
ہی روایت دوسری اِسمین کئی
اس جہان سے ہو کے دلبر داشتہ
کھانا پینا سب بیاد اُسکے بھلا
جسم ظاہر گو ہوا مثل ہلال
جسم کی ہی زیب و زینت جسقدر
جسجگہ ظاہر کا ہو وے کر و فر
تا ملے ایسا کوئی کامل بشر
ولیسے جو جس چیز کا جویا ہوا
قطب دین محبوب رب العالمین
مجمع اخلاق مولانا فضیل
جسم کو اپنے کیا بالکل فنا

چھوڑدے اُسکو کہ تا ہو وا یاب
مرد حق سے ملکے حقانی ہوا
جلوہ گر ہر چیز سے انوار غیب
راہی صحرا ہوا بے اختیار
الغرض لعل و زر و فرزند و زن
سب سے منہ پھیر کے چلا صحرا کو وہ
نیند مین سوتا تھا اک شب بے خبر
سقف پر پھرتا ہی وہ ہر سو ندا
جستجو کرتا ہی کیا تو بام پر
مین تلاش اُسکی کو آیا ہون یہان
جستجو تیری ہی بیجا یکسرہ
ہی خلاف عقل بے تدبیر یہ
مسند شاہی پہ حق کی جستجو
مجھسے سو درجہ ہی وہ بے عقل تر
طول کے ڈرسے نہین لکھی گئی
زیست دنیا کا ہوا ہر چند رشتہ
محو مطلق شغل باطن مین ہوا
روح لیکن ہو گئی بدر کمال
ہی وہ راہ حق سے بیشک دور تر
اُس سے بہتر ہی وہ فقیر و دو تر
جسکی صحبت کا ہو دل مین کچھ اثر
حاصل اُسکو مدعا اُسکا ہوا
پیشوا ہے مرشد اہل یقین
مرشد آفاق مولانا فضیل
محو شغل و ذکر ایزد مین رہا

تھا فنا فی اللہ کا رتبہ اسے
عادۃ تھا آدمی کہنا اسے

تھا زبس آئینۂ دل منجلی
نور حق سے تھا وہ بالکل صیقلی

جسم ابراہیم ظرف عشق تھا
عشق کی مے سے لبالب ہو گیا

عشق نے کی جس کے سینے میں جا
کب جگہ دی اسمیں دلبر کے سوا

عشق ہے وہ برق خاطف اے پسر
غیر دلبر کا کرے جو قطع سر

رہ دو دنی سوز اوّل خلقت عشق
غیر سے رکھتا ہے جو طینت میں عشق

میل حوا پر جو آدم کو ہوا
عشق نے کیا کیا اسے رسوا کیا

غیر حق پر جب گئی اسکی نظر
عشق نے اسکو کیا زیر و زبر

غیرت عشق خدائی نے کیا
ناز و نعمت سے بہشتوں کی جدا

گر نہ کرتا غیر پر اپنی نظر
ہوتا کیوں یعقوب بالکل بے بصر

حال پسر حضرت ابراہیم کا کہ وقت ترک دنیا کے صغیر السن تھا اور بعد بلوغ بادشاہ بلخ کا ہوا پھر حال باپ کا سن کے کعبہ شریف میں زیارت کو گیا باپ کا بیٹے سے مل کر خوش ہونا تخم الفت کشت دل میں بونا پھر ہاتف کی آواز کہ دعوی عشق خدا میں غیر سے محبت کرنا اور ابراہیم کا منفعل ہو کر دعا مانگنا بیٹے کا مرنا

گوش جاں سے سن یہ غفلت نکال
عشق کا معلوم ہوتا تجھکو حال

رکھتا ہے جو دعوی عشق خدا
امتحان کرتا ہے حق اُس شخص کا

اقتباس الشوزین ہے یوں لکھا
جبکہ ابراہیم تاج اولیا

کر کے دنیا کو برا اپنی نظر
ہو گیا درویش شاہی چھوڑ کر

ایک تھا انکا صغیر السن پسر
مشتری و ماہ سے رخشندہ تر

بعد انکے جبکہ وہ بالغ ہوا
مسند شاہی پہ بیٹھا انکی جا

بلخ میں کی حکمرانی چند سال
نظم و نسق ملک کا وجہ کمال

سنکے خلق اللہ سے حال پدر
ذکر درویشی کا انکی سر بسر

چھوڑ کر ظاہر کا عز و احترام
کرتا بیت اللہ کا قصد قیام

اشتیاق اسکو زیارت کا ہوا
قصد بیت اللہ کا اسنے کیا

سونپ کر دستور کو سب کاروبار
راہی کعبہ ہوا وہ نامدار

کھینچکر تکلیف رنج بیحساب
پہنچا کعبہ میں شہ عالیجناب

دیکھکر اک دور بستی سے جدا
فوج کا اپنی وہاں ڈیرا کیا

پا پیادہ پھر ادب سے با نیاز
شہر کے اندر گیا وہ پاکباز

تا زیارت سے پدر کی شاد ہو
خانۂ دل وصل سے آباد ہو

با کمال اشتیاق و آرزو
کرتا پھرتا تھا پدر کی جستجو

الغرض بعد از ہزاران التماس
خانۂ کعبہ میں وہ باپ کے پاس

اُس شہ نیکو سیر سے ملگیا
دیکھکر یہ انکے قدموں پر گرا

اور بتایا اپنا سب نام و نشان
انکے ملنے کے لئے آیا یہاں

دیکھکر بیٹے کو بس شادان ہوا
خانۂ دل اسکا آبادان ہوا

اپنے سینے سے لیا اسکو لگا
اور تفقد حال کا اسکے کیا

شفقت و الفت سے حال پسر
ابتدا سے انتہا تک پوچھکر

طور و طرز و دین آئین پسر
شرع احمد کے مطابق دیکھکر

اپنے دل میں وہ نہایت خوش ہوا
بیٹے پر لطف و کرم بیحد کیا

وصل سے بیٹے کی شادانی دیکھکر
ہو گیا ناراض چرخ فتنہ گر

در پئے تکلیف و ایذا ہو گیا
بے تامل وا کیا دست جفا

ہے یہ وہ سفاک ظالم سنگدل
رکھتا ہے ہر اہل دل کو تنگدل

خوشدلی اسکو پسند آتی نہیں
راحت اسکو مطلقاً بھاتی نہیں

مثل مخمل اگر دم اگر کوئی پہنا
راندن کی گردش پیچ برین
رہتا ہے یہ ہر بشر کی گھات مین
اس قفس مین قیمہ سر جاندار ہے
تو جسے دنیا مین سمجھا ہے ہرور
کیونکہ آخر ہوگا اُس شے کو زوال
رنج و محنت کھینچکر ہے بہت سوال
طالب حق ہوسکے ای نیکو سیر
حب حق ہو دل مین یا حب بسر
القلبین و جمع ہون اک دل مین یہ
عام کے حق مین ہے بہت شیرین حسین
سنکے ابراہیم نے غیبی ندا
یون لگا کہنے کہ اے رب جہان
مجرم ہی کیونکہ ہو انسان سے
گر ہوا اس سے ہو خطا و گمرہی
تو ہے غفار الذنوب عاصیان
ہمسے طغیانی و فسق و سرکشی
تجھ مین اور مجھ مین عشق حائل ہے جا
جو کرے بندہ کو پاک اس سے جدا
توڑتا ہے تو جو بتخانہ سدا
چھوڑکر بتخانہ دل عوض بر
پہلے انکو توڑکر مسمار کر
نفس بت کو توڑ ابحث مین خیال
آپ کو سمجھا ہے تو مستانہ بت
دیکھتا ہے عیب غیر دل مین جو تو

سو بلا کو ٹھیلین دیتا ہے چھلیا
اے ہو سو جان خالی از حکمت نہین
تا ہو فرحت سے ذرات مین
مجتبس اندر دہان مار ہے
مخزن غم ہے دہی تو شعور
ہے زوال اُسکا یہ تو جب کا بال
جبکہ ابراہیم فرخندہ خصال
کفر ہے پھر غیر پر کیجے نظر
جمع ان دونون کو تو کیجیو اگر
کر نہ عاشق ہوکے غیر کی طلب
خاص کی نسبت ہے کفر و اذن
اپنی اس تقصیر سے نادم ہوا
رہنمائے عاجزان و گمرہان
ہے مرکب آدمی نسیان سے
جرم و فعل ناسزا و گمرہی
تو ہے ستار القلوب عاصیان
مجھسے بندہ پر وہ سبعی رہی
شاہد مقصود پر مثل نقاب
ہے وہی بت بلا ہیبت بیسے بھی سوا
تیری اندر بتان مین کسنے بھی سوا
اپنے کہ باطن کی تو للہ سیر
پھر نشست دو سیر پر کیجو نظر
بت پرستی مین ہے تو آشفتہ حال
تو حقیقت مین ابھی ہے بت پرست
ہے یہ تیرا عکس اسمین ہو بہو

ایکدم کی ہوا گر خندیدگی
چشم انجم سے سدا یہ خیرہ سر
نوش دنیا مین ہے مخفی نیش غم
جا ہی مانند سہو نہ ہے راہ گریز
تو جسے پوچھتا ہے ہر شے سے عزیز
تو اُسے پہلے ہی دل مین جان رہے
ملکے بیٹے سے فرد شادان ہوا
منہ سے کرتا دعوئی حب خدا
عشق صادق ہو دلی سودا گیا
عاسیونکہ جو کہ ہین اچھی صفات
ابتلا مین ہین سبھی خاصان حق
عذر مین تقصیر کے واکی زبان
بندہ لاکھون سے قصور نہین بیچ
ما نبدہ انسان کا نسیان ہے
مجھسے زیبا ہے عطا و درگذر
تو ہے غفار و کریم و کارساز
عفو کر یا رب بندہ کی خطا
درمیان سے اُسکو بھی جلدی اٹھا
غیر حق کے ہو تیری جس پر نظر
بت پرستی ہے یہ غیر حق کی نظر
اپنے تنہائی کو پہلے توڑ تو
توڑنا پتھر کا بت مشکل نہیں
مرد کامل آپ کو پوچھا ہے تو
خوار غفلت مین ہے تو اے بیخبر
دہ تو آئینہ صفات اے بیسر

عمر پھر دیتا ہے یہ رنجیدگی
ہر بشر پر پیچ رکھتا ہے نظر
قند لذت مین ہے پنہان ہر غم
گھر نہ عشرت کا بنا کے جائے غم
باب آفت ہے دہی بے تمیز
تا بلا ہو نا گہانی سے بچے
غیب سے آئی وہین اسکو ندا
غیر کو پھر دینی اپنے دل مین جا
دلکو اپنے اک صنم سے تو لگا
خاص کے حق مین یہی ہین سب بلا
رنج مین سرتا بپا خاندان جو
با دل پر درد و چشم خونچکان
بند بند بندہ ہے بند کمند
سرزد اُس سے دمبدم عصیان ہے
بخشش عصیان و رحمت کی نظر
بندہ پرور مالک عاجز نواز
اور یہ پردہ جو حائل ہے چھا
قلب مین تا دوسرے کی ہو نہ جا
ہے دہی طاعت تیرا اے بیسر
ہے یہ تیرے لیے غافل ہر بشر
کیجیو پھر دوسرے کی جستجو
توڑ باطن کے جو بت ہین سو دو
یہ بھی ہے اک مکر نفس فتنہ جو
گر ہے عیب غیر پر تیری نظر
عکس تیرا اسمین آتا ہے نظر

...زنا ہی جس طرح تن پائمال
...ین عبادت کبھی جو ہو فوق تر
...نگ کفار سے اوکشتہ خون
...ز سپاہ رجنگ کا نام ہے عیان
...یہ مخالف ہر ولی ہی سینہ میں
...اکو جہاد ظاہری میں یا شکست
گر وہ چاہے آب شیرین ... ہیا
بستر سنجاب و دیباہے اگر
چاہیے اسکو اگر جام شراب
یہ تو یا رخفتہ یا افسردہ ہی
ہوا گر سامان سب اسکا درست
مستعد ہو کر تو اس فرعون کو
جسقدر رکہتا ہی تو کار زبون
تجھسے میں کہتا ہون ای فرخندہ بی
طبع پر تیرے نہ آوے کچھ ملال
جب ہوا یہ نفس سرکش پائمال

اسقدر ہوتا ہی قرب ذو الجلال
وہ جہاد نفس ہے اے بیخبر
ہی اگر چہ سب عبادت سے فزون
ہی حریف اسکا دل ہی میں نہان
وہ مخالف ہی یہ کچھ واقف نہین
ہی جہاد نفس میں ہر لحظہ فوت
مے بجای آب سے تلخ و کثیف
رکھ تو سنگ و خشت اسکے زیر سر
جاے شربت تو اسے دی زہر آب
بے سر و سامان و لب پژمردہ ہی
اس سے ہوں شاد اور مرد و ... ست
بحر قلزم میں ریاضت کے ڈبو
موسی عمران ہو جاتا ہی خون
یہ علامت نفس کے مرنیکی ہی
اور برائی کا نہو ہرگز خیال
کب برائی پر ترا جاوے خیال

جیسا جیسا ٹکڑے ٹکڑے ہو بدن
ہی جہاد خرد جنگ و التحام
لیک جنگ نفس ہی اس سے سوا
یہ مخالف جانتا ہی گھر کا حال
قتل جسنے نفس کافر کو کیا
کام جو کچھ نفس کے برعکس ہو
نفس کی خواہش کی تو کر بیچ ...
گر یہ چاہے جلد ... زنگار
مکر پر رکھ نفس کے ہر دم نظر
سر دی خلاص سے ...
موسی و فرعون ہیں تجھ میں نہان
ہمرہی کر موسی عمران کی تو
گر کرے تو نفس کی خواہش کا کام
گر کرے کوئی خلاف طبع کا
جو زیادہ تر تجھے تکلیف دے
اسلیے کہتا ہون تجھسے بار دل

ہووے ارضی اسقدر وہ مومن
تھی جہاد نفس اکبر و اسلام
کیونکہ اسکا ہی حریف اندر چھپا
دشمن واقف سے ہی مشکل نجات
در چہ اسکو سو شہید ... کا ملا
ہی وہ ہی ہر لحظہ مرکب ...
ہی جہاد باطنی ...
کر ... ان کہنے سے اسکو ...
رکھ ... ہر گز نہ آ کی ...
... فرعون کا ہووا ...
... نفس و روح کو ... جوان
پیروی کر جان سے قرآن کی تو
جان سے فرعون کا تو ہو غلام
یا تجھے تکلیف ہو اس سے مدام
تو نکوئی ساتھ اسکے بھی کرے
تاکہ آوے اس سے شاید تجھکو عقل

بیان نفس کشی حضرت ابراہیم قدس اللہ سرہ کا

شیخ ابراہیم تاج اولیا
جب چلے دریا میں پا لاچہ جہاز
حاکم و وران و مرد نامدار
دست بستہ خادمان ماہرو
ایک شب نقال محفل میں بیان
تازہ تازہ نقل کرتے تھے وہان
عیب کو اپنے سمجھتا ہی ہنر
ای خدایا یہ نظر بندی ہے کیا
قلب پر انکے ہوئی مہر خدا

سمت نیشاپور سے سوے حجاز
نائب سلطان نہایت مالدار
اور رفیقان لطیف بذلہ گو
کر رہے تھے نقل نیا نیے زبان
جو ہر اپنا کر رہے تھے سب عیان
اپنی کم فہمی سے سرتاپا ہنر
جو ہر چیز دینیہ سمجھے ہی بھلا
ہی بصر اور شمع پر پردہ پڑا

اتفاقاً اسمین تھا کوئی امیر
تھے وہان جو دوستان ایکان عیش
رات دن اسجا تبان شوخ و شنگ
یاوہ گوئی تھی وہانسے حد برون
عیب کو اپنے سمجھتے تھے ہنر
عیب کو اپنے اگر جانے برا
وام میں حرص و ہوا کے تو چہ بند
اس کمن میں ہو گیا جو مبتلا

عابد و زاہد امام اصفیا
صاحب حشمت اسیر ... گیر
اور مہیا پاس سامان عیش
رہتے مصروف محو ... رنگ
مسخرہ اور ہزل کہنے سے فزون
علم سے اس جہل پر کو فوق ہی
تو خدا سے حق میں ہو کیا مبتلا
زہر قاتل کو سمجھتے ہیں وہ قند
گر ... زاری ہو ... سکی ہی دوا

رجعنا من الجہاد الاصغر الى الجہاد الاکبر [illegible]
... ١٣٠٣

جان دل سے کر اسے جانب رجوع
ہے ہماری نقل و بازی جبکہ تم
لطف ان نقلوں کا اپنے ہو دو خوش
تنگدست و مبتذل ہو خستہ حال
بدلے اس تکلیف کے دینار و زر
با تن عریان و محتاج تباہ
مرد حق ہیں مفلسی میں بادشاہ
پا برہنہ اور فلک زیر قدم
خالی ہاتھوں دو جہان زیر نگین
بے زر و بے سیم ہے طرفہ عظیم
اہل دنیا کو رده بدر الدجا
مرد مفلس جانتے ہیں جسکو خلق
نور سے اسکے ہے روشن جلون
ابھی اس کوری کا جلد بکر علاج
آخرش اس مقتدائے عصر کو
ہوتا تھا رنج نقل سے نقال سے
ایک وہ نقال خلق احمدی
کچھ نہ تھی اسباب کی اسکو خبر
ہر بشر و ذرات ہے مشغول کار
مرد حق ہیں ہزل کو سمجھے ہیں جد
جب زیادہ حد سے رنج انکو دیا
نشتر الفت لسینہ خوردہ
سخت یہ نایا کسر ہیں در نجاو
ہو چکا ہے ظلم اسپہ حد سے سوا
کسر [illegible] یہ کر [illegible] گستاخی [illegible]

نور غیبی تا کرے دل میں طلوع
اسکو جو چاہے کریں ہم سب ستم
آپکو بھی وہ بہت آئے پسند
مفلس و پژمردہ خاطر پائمال
دیکھے خوش کرو دونگا اسکو بیخطر
با دل بریان و اشک آہ آہ
حکمراں ملک بے فوج و سپاہ
مشتری خلق بے دام و درم
ابلق دوران ہمیشہ زیر زین
مالک بازار و رہائی یتیم
حال کیا جانے وہ ہم کو تاہ کا
شیر مردہ ہے چھپا در زیر دلق
شیر شب ہے اسکو گرتا ہے گمان
خانہ دل میں تو روشن ہے سراج
پیشوا اور رہنمائے عصر کو
مارتا ہے اہل انکو بیادب
ماہی دریائے ستر سرمدی
اور نہ انکے فعل بد پر کچھ نظر
نیک و بد کو جانتا ہے کردگار
کذب و صدق اسکا ہیں تو سمجھے
غیب سے آئی یہ ہاتف کی ندا
راحت لذت بغارت بردہ
لائق گردن زنی ہیں سبکے سب
کر دو اتو بھی لیو انکو اپنے دوا
تو بھی [illegible] انکو [illegible] آشنا کچھ تھا

عرض نقالوں نے کی ایسا کوئی
اپنے کہنے کا نہ مانے وہ برا
سنکے اسنے پیر محفل نے کہا
اپنے آگے تو اسے لاکر بٹھا
الغرض کشتی میں ابراہیم تھا
آئے محفل میں بصد جور عظیم
بے زر و بے زور سلطان الستا
تنگدستی میں غنا بے انتہا
بے زر و بے سیم دارائے جہان
خلق ہے خفاش و شمس الضحیٰ
اہل دنیا کی ہے ظاہر پر نظر
ہے نظر بندی بلا کیسے تو اگر
کور ہے ظاہر سے ای مرد خدا
تا نظر آوین تجھے سوان دین
لاکے محفل میں دیا بار سے بٹھا
کوئی سر پر دھول کوئی کفش پا
تھا زلیس مستی ظاہر سے فنا
یہ تو اپنے شغل میں تھے مبتلا
شغل میں اپنے زبس مصروف تھا
ہیں سمجھتے ہیں نقل کو اصل الاصول
ای سر شوریدہ سودائی عشق
دی ہدف گاہ تفنگ کربلا
تیری مرضی ہو تو ہوں پایان عشق
جگر استغراق سے سر کو نکال
کھینچ [illegible] سینہ سے اپنے ایک آہ

ہوا گر اسوقت مرد اجنبی
تو عجب اسوقت میں ہے ہنسنے کا
ہو گئے جو کشتی میں ہر بینوا
زر سے بھی کچھ کرینگے ہم عطا
مفلس و محتاج مسکین و گدا
زور سے اس مرد حق کو وہ لئیم
بے شراب و جام کے مخمور مست
مفلسی میں صاحب جود و سخا
بے زر و بے لعل سلطان زمان
ہوا سے معلوم اسکا حال کیا
راز سے باطن کے ہیں جو بیخبر
اور ہے خورشید با ان کے بسر
سیکڑوں درجہ ہو کر رہی سوا
اور دکھائی دیں تجھے اہل الیقین
اور کیا نقلوں کا بار سے سلسلہ
اپنی کج فہمی سے انکو مارتا
محو مطلق ذات میں ایزد کی تھا
اور وہ اپنے کام میں مصروف تھا
کچھ نہ سمجھا وہ کہ یہ کرتے ہیں کیا
ادا کرتے ہیں سب سے ستی وصل
وے دل مجروح خنجر ہائے عشق
دست و پا بستہ سنگ جفا
تو کہے تو خاک کر دے سبکو برق
تا کہ ہو معلوم انکو اپنا حال
بولا ابراہیم اسے پیر [illegible]

وہ ہوا ایسی فعل سے نابکار
جان و تن ہم نے کیا تجھ پر فدا
ہم نہیں تیرہ ہیں تو آفتاب
جان جان و جان جان جان جہان
سکو اس صورت پرستی نے کیا
فرق معنے سے ہوا کوئی نبی
ہی بیان حلقہ تو بیرون در
تو رہے اور نہیں ڈوبی رہے
سیکڑون پردون میں حسن دلربا
شمع پر ہی شمع ایوان علوم
چوکہ ہے یون نفس سرکش کو تباہ
نفس کو جب اسطرح کشتہ کیا
تھا وہ مہر برج عرفان خدا
سیکڑون ابدال و اقطاب زمان
سلطنت سے عشق کرے ہرگز یا مرد
دو سوا اور چند سمجھے ہی انکی

جس سے ہیں ہم سرنگون شرمسار
دے ہمین جو کچھ کہ تو چاہے سزا
ہم کتان کہنہ تو ہی ماہتاب
تو ہی اور ہم نقش پاے بے نشان
معنی و معنی شناسی جدا
اور ہوا کوئی ابو جہل شقی
دلبر حجلہ نشین سے بیخبر
تن ہی ویرانہ تنہائی یہ ہے
جلوہ فرما ہو رہا ہے برملا
شب کو پروانون کا ہوتا ہے ہجوم
ہوو ہی دونون جہان مین بادشاہ
تب ہوا سر دفتر ملک بقا
مصدر انوار فیضان خدا
اولیا و عابدان زاہدان
سلسلہ انکا علی یوم التناد
جب ہوا فردوس مین انکا وطن

اس خطا سے ہم ہیں بیشک اجنبی
ہم سراسر خار تو باغ جنان
کیا جنان کیا جان کیا شمس الضحا
ہم نہ سمجھے تھے نشان ہین بیشتر
صورت ظاہر ہین ہر اک ہی بشر
ہو نہ جبتک بحر معنی مین شنا
سر ٹپکنے سے نہین ہوتا وصال
ہو نہ جبتک بحر حیرت مین فنا
جب وہ بے پردہ ہوا پھر تو کہان
صبح کو سب ہیچ پیش نور آفتاب
الغرض وہ مظہر آیات حق
جو ہوا صحبت مین انکی باریاب
اسنے کچھ فیض باطن کا ہوا
سلسلے مین شیخ ابراہیم کے
ایکسو اکسٹھ مین وہ پیدا ہوا
اسکے صدقے سے تجھے بھی یا خدا

قابل گردن زنی و کشتنی
ہم خس و خاشاک تو گل بیگمان
جنکو تیرے سامنے ہو مرتبا
ورنہ کیون ہم اسقدر ہوتے دلیر
لذت معنی ہی سب مین مستتر
تو نہین باطن کا مطلق آشنا
ہر یہ خود بینی تری جی کا وبال
کب ملے وحدت کا تجکو ذوالقا
شمس جب چمکا کہان تارے رہا
ہین فنا واللہ اعلم بالصواب
لیگیا اصل مین سب پر سبق
تھا اگر ذرہ ہوا وہ آفتاب
ہے وہ لکھنے اور پڑھنے سے سوا
ہر زمانے مین غرض ہوتے رہے
یکصد و سہ سال تک سے زندہ رہا
ذوق و شوق و زہد و عرفان کر عطا

لب لباب اس داستان کا اسکو افسانہ نسمجھین اور تعلق سے اپنے اپنے نفس پہ منطبق کر لین

نظم مین قصے کی ہی جو داستان
صورت افسانہ تو بیجا نہ ہے
ہے غلط بینون کی صورت پہ نظر
یہ ہین اس کے مین لعل بے بہا
کر تامل سے نظر اسمین کہ ہے
پہ فرد و حق ہی بادشاہ جہان
لذت نعماے دنیا ہی لی

ہے غرض کچھ اور اس سے دربیان
ہین معانی اسکے اندر شمل ہے
لذت معنی سے جو ہین بہتر
تو خزینہ ہے زمین جسمین ہی جانتا
تو ہی درہم تو ہی ابراہیم ہو
اور بلخ اس عالم دنیا کو جان
ہے عروس مکر زیبا ہے بہی

یہ کچھ افسانہ نہین اے بے خبر
رنگ بیجا نہ یہ تو کیا ہے فدا
ہی بیان چشم بصیرت جسکی وا
تو جسے کرتا ہے افسانہ خیال
ہے ترا قصہ یہ بیشک سربسر
طالب دنیا ہے او ہم ہی پسر
علت و معلول مین ہو سکی

گوش دل کے کھول تو او بیخبر
کر ذرا اور باقی حق کا ذالقا
اسکے پڑھنے سے اسے ہے ذوالقا
سر سے پا تک ہے یہ تیرا حال
رکھ نہ ابراہیم واد ہم پر نظر
دختر دنیا پہ شیدا سربسر
ہوتی ہے دختر یہ سے کبھی ی

ہے وسیلے یہ شرط آمین بگمان　　واکسی پر ہو نہ یہ راز نہان
سر غیبی جس نے ظاہر کردیا　　ہے وہ مردود و حجاب کبریا
کیجیو کتمان جہانتک ہو سکے　　بھید کر پنہان جہانتک ہو سکے
نفس نے از بسکہ ہے تہدید کی　　ہین بہت طول امل و لیکن خفی
مفلسی ہین یہ ساری اتقا　　ورنہ تو شیطان کا ہے پیشوا
گھر جسے سمجھا ہے تو یہ گھر نہین　　گھر ترا ہے اور ہی ای مرد دین
گھر وہ ہے جسمین رہیگا حشر تک　　تا بہ نفخ صور و روز نشر تک
گذرے تیری عمر کی ہفتاد سال　　تو سمجھتا ہے کہ ہین تو نونہال
بیخبر ہے یہ ترا وقت رحیل　　تو ابھی بوتا ہے اشجار نخیل
تو لگا وہ باغ اسے بیر اجل　　قبر مین کھاوے ہمیشہ جسکا پھل
کہتا تھا ہر لحظہ با ورد و بکا　　یا خدا دیا خدا دیا خدا
دس برس کے بعد وہ ناخوشتار　　پھر گیا دوڑا اسی ملا کے پار
لطف حق سے ہو گیا پیدا وہ پسر　　عالم و فاضل ادیب پر ہنر
سو مبارکباد تجکو اے رشید　　ہو مبارک تجکو فرزند سعید
دیکھکر اسکو عقیل و نکتہ دان　　خوش ہوا اس سے بہت شاہ جہان
جلد جا تو بھی کہ وہ اک چند روز　　مسند عزت کا ہے رونق فروز
سبکو کہدیتا ہے شیطان لعین　　تیرا ثانی کوئی دنیا مین نہین
دین اور دنیا کا تو ہے پیشوا　　یعنے تو اک شہر کا قاضی ہوا
ہے جو بیرا اتقائے عارضی　　جیسے ہے مسند نشین تو اے غبی
آگئی اسکے تن مردہ مین جان　　ہو گیا ہر موئے تن اسکا زبان
گاہ پہ شادی ہوا وہ خوب تب　　کر مسرت یہ کہ ہے وہ نیک خو
ہے اسی آفت مین ہر اک مبتلا　　ہو کے خر سمجھا ہے قاضی مین ہوا
ہین خصائل جسکے سب آدم شکار　　آپکو کرتا ہے تو قاضی شمار
آدمی وہ ہین کہ جو ہر درد کا　　دوسرے سے کچھ نہین کہتے ہین گلا
نفس کی خواہش مین ہے جسکی نظر　　نصف ہے وہ آدمی در نصف خر

دوسرے کو گر ہو معلوم حال　　خر کا ہے پھر آدمی بننا محال
کیونکہ ہے یہ سر غیبی و خفی　　فاش کرنا راز کا ہے احمقی
دوسرے پہ ہو اگر ظاہر یہ بھید　　تو نہ رکھنا اسکے بننے کی امید
آپ کو سمجھا ہے تو جو پارسا　　اور باطن ہے نجاست سے بھرا
پختہ کرکے اس سے یہ قول و قرار　　آیا اپنے گھر وہ مرد خام کار
گھر جسے سمجھا ہے تو یہ ہے سرا　　بعد تیرے اور کی ہوگی یہ جا
تو درستی سے ہوا اسکے بیخبر　　ڈھونڈھتا پھرتا ہے خشت و چوب و زر
تو درستی مین ہے گھر کے مبتلا　　سر پہ عزرائیل ہے تیرے کھڑا
اسمین جبتک آئیگا پھل بقا　　تو تو ہوگا لقمۂ مار و مور کا
مانگتا تھا رات دن حق سے دعا　　تا برا دے اسکے دل کا مدعا
الٰہی سے الغرض وہ بوالہوس　　مبتلا غم مین رہا تھا دس برس
دیکھتے ہی اسکو ملّا نے کہا　　شکر ہے الحمد للہ اے فتا
صورت و شکل و شمائل مین کیا　　حق تعالیٰ نے اسی سب سے سوا
عید کے دن تھا لیا اے نوجوان　　بادشہ نے ہر کسی کا امتحان
دے کے عزت خلعت شاہانہ سے　　کردیا قاضی جو ہو کا اسے
تو جو اپنے آپ کو سمجھا بھلا　　نفس تیرا تجکو دیتا ہے دغا
اک سر مو خود نمائی ہے اگر　　تو بھی ہے ویسا ہی قاضی بے بصر
عقل تیری خر ہے اور تو خر فروش　　درس ملا کا ترا جھوٹا خر دوش
سنکے وہ یہ مژدۂ فرحت فزا　　لایا سجدہ شکر یزداں کا بجا
گاہ فرحت تھی ہوا خر آدمی　　اسکے قاضی ہونیکی گہ خرمی
علم کی تحصیل کا گاہے سر در　　منصب عمدہ سے گہ دلمین خوشی
اپکو سمجھا ہے جو مسند نشین　　حشر کو خر کے برابر بھی نہین
تف ہے تیری عقل و فہم پر　　آدمی ہوکر جو تو بنتا ہے خر
آدمی اکثر ہین صورت مین بشر　　حرص و شہوت مین ہین وہ مانند خر
ہے نہ احمق کا اگر مطلق وجود　　تو ہے مسند و کیوں ہو گر شود

بیان نبی صلی اللہ علیہ وسلم
بھائی نادانی کا ابھی چھوڑ جان
گھسا دین مین [illegible]
[illegible]

زیرکوں کے واسطے نادان ہیں — احمقوں کو ہوشیار انسان ہیں

مفلسوں کے واسطے ہیں مالدار — مالداروں کے لیے مسکین و خوار

آدمی کیواسطے ہے لعل و زر — لعل و زر کیواسطے ہیں یہ بشر

اسکو اسکے ساتھ ہے وابستگی — اسکو اسکے ساتھ تھی پیوستگی

جسکو سمجھے جانتا ہے تو برا — منفعت ہیں وہ بڑی اچھے سے سوا

گر تو دیکھے غور سے اے مرد دین — منفعت سے کوئی شی خالی نہیں

خالی حکمت سے نہیں فعل حکیم — تیری کج فہمی سے ہے اے مرد سلیم

اسلیے کرتا ہوں تجھسے ایک نقل — تاکہ آوے اس سے شاید تجھکو عقل

حکایت طبیب کی کہ کرم نجاست کی پیدایش کو بیفائدہ سمجھا اور اللہ تعالی نے اسکو متنبہ کر دیا

تھا کسی جا اک طبیب پر خرد — حاذق و دانا حلیم مستند

جانتا تھا خوب وہ اسرار طب — ماہر و دانا و واقف کار طب

اتفاقاً ایکدن بہر ضرور — پائخانے میں گیا وہ بے شعور

دیکھکر کرم نجاست کو حکیم — دلمیں یوں کہنے لگا رب کریم

لغو کیوں تو نے اسے پیدا کیا — کچھ نہیں کھلتا ہے اسکی فائدا

نے دوا اور نے غذا کے کام کا — مفت میں ہے یہ بلا میں مبتلا

دلمیں پھر ہر چند اسنے غور کی — منفعت اسکی نہ کچھ ظاہر ہوئی

کی کتابوں میں کئی دن جستجو — فائدہ دیکھا نہ اسکا ایک مو

ہو نہ جو معلوم شی کا فائدا — نسبت اپنے جہل سے کرتا تھا

نفع ہر موجود میں ہے ہوشیار — جانتا ہے اسکو علم کردگار

جانے ہر شی کا کوئی نفع و ضرر — تو ہوا اسکے فائدے سے بے خبر

جو کہ شی بد تر سے بد تر ہیں یہاں — ہیں ہزاروں فائدے انمیں نہاں

موت جو ہر چیز سے ہے تلخ تر — فائدے ہیں اسکے اندر بیشتر

بعد مرنے کے وہ ہونگے آشکار — جسطرح ہو شمس سے نصف النہار

حکمت باری تعالی یوں ہوئی — ہو گئی بیماری اسکو آنکھ کی

اُترا وہ نزول آنکھوں میں آخر دل — ہو گیا اندھا وہ مرد بوالفضول

فعل پر حق کے کرے جو کج نظر — ہے وہ اندھا بلکہ اندھے سے بتر

کی بہت اس شخص نے اپنی دوا — پر ہوا ہرگز نہ ظاہر فائدہ

فصد مسہل اور تدبیریں تمام — کرکے آخر تھک گیا وہ مرد خام

سو جد تاثیر و علت ہے خدا — جب غضب اسکا ہو کیونکر ہو شفا

سب یہ تدبیرات ظاہر ہیں یسیر — قدرت اللہ سے ہیں کارگر

تو توکل کیجے مرض کی کر دوا — پردہ ظاہر دوا ہے اے فتا

ہے دوا کا حکم بھی اسواسطے — صنعت حق تا کہ ظاہر ہو تجھے

ورنہ کیا تاثیر کیسی ہے دوا — قبضہ قدرت میں اسکی ہے شفا

بنکے عاجز تو وہیں جا پڑے ہیں — جسطرح کہتا ہے رب العالمین

کر توکل پر دوا کے ہر مرض — تاکہ ہو باطل نہ حکمت کی غرض

چاہیے تجکو نہ کچھ رد و بدل — مرضی مولا ہے اعلی و اجل

کی بہت سی اسنے جب آہ و فغان — قدرت حق سے ہوا وارد وہاں

مرد کحال غریب و بینوا — جانتا تھا خوب آنکھوں کی دوا

دیکھکر اندھے کو وہ بولا اگر — دے مجھے تو پانسو دینار زر

تو کر دوں میں تیرے کوری کا علاج — جسسے بالکل جاتی رہے سوء المزاج

پانسو دینار لیکر اک دوا — اسنے دی آخر کو آنکھوں میں لگا

دو گھڑی تو بیقراری سی رہی — بعد اسکے جب گئی وہ بیکلی

آنکھیں روشن ہو گئیں مثل چراغ — دل ہوا فرحت سے اسکا باغ باغ

حالت اصلی سے بھی زیادہ بہتر — ہو گئی دم میں زیادہ تیز تر

سجدہ شکر خدائے بے نیاز — دلسے وہ لایا بجا با صد نیاز

بسکہ دانا تھا نہایت وہ طبیب — عاقل و فرزانہ و مرد لبیب

چاہا اسنے اس سے نسخہ لیجیے — اسکے بدلے میں جو کچھ لے لیجیے

ہے یہ نسخہ بہتر از صد کیمیا
دے مجھے نسخہ یہ ایکجن کا بہا
جب دیا کحال نے نسخہ بہا
تھا وہی کرم نجاست خوار زار
تھا جو اسکا فائدہ ظاہر کیا
بندہ ہے ہر بات میں تقصیر وار
وصل سے قاضی کی اسکو شاد کر
تھا زبس لعنت سے اسکا دلفگار
اسلیے فرماتے ہیں خیر البشر
دیکھکر دربار اور وہ دھوم دھام
دست بستہ اسکو تھا استغفار
بولنے کی اور نہ تھی کہنے کی جا
پوچھا قاضی نے کہ اے مرد گدا
درد دل اسنے رو رو کر کہا
میں نے کھو کر اپنا سارا مال و زر
جب خدا نے تجکو یہ منصب دیا
سب گئی برباد میری جان بھی
یہ جو کہتا ہے سمجھا سنے زبان
یہ سمجھکر ہوگیا قاضی خموش
جو جو یہ شفقت سے کرتا تھا کلام
مہر و الفت اسقدر ہے اشتباہ
ہے اسی الفت میں ہر بات اشتباہ
آدمی رکھتا ہے عادات قبیح
اور کو سمجھا ہے کم فہمی سے خر
یہ نہ خر ہوتا تو ملا سے دغا

ہے مگر اعجاز جیسے یہ دوا
چاہیے جو کچھ سو لے اے باوفا
جز خدا عظیم اسکا وہی کرم تھا
جز وصل و کحل کا اے نامدار
اور خدا جانے کیا کیا آمین تھا
عفو کر میری خطا اے کردگار
خانۂ ویران کو تو آباد کر
سنبل و ریحان تھے رہ گئے بجا
کرتی ہے الفت بشر کو ورنہ کیا
رہگیا حیران و ششدر وہ تمام
اور کھڑا آگیا لقب جو بڑا
اک ہے تا [illegible] یہ گدھا آ کا دیا
کیا غرض ہے تو یہاں جو ٹھہرا
مرحبا تجکو ہزاران مرحبا
آدمی ہو آیا تجکو اے بشر
علم فقہ و فضل و زر ہو اتنا
بیقراری گریہ و سینہ زنی
اسکو تا لیجو لیا ہے اے جنون
دلمیں پینے جوش ہوا وہ مرد خر
وہم اسکا تھا ترقی پر مدام
اسکے خر ہونے پہ دونوں ہیں گواہ
نفس کی شامت سے اے مرد خدا
پر حماقت سے سمجھتا ہے صحیح
ہے خری سے اپنے ہر اک بیخبر
کہتا کیون اسطرح سے مجکو بتا

آخرش کحال سے اسنے کہا
لیکر آخر کو بہت سا سیم و زر
جانتا تھا انکو جیسی کرم کو
حقیقت اسنے بتائی اسکو راہ
ہو کے دل میں منفعل کہنے لگا
مضطرب ہے خر فروش خستہ تن
سنکے ملا سے یہ اسنے ماجرا
تھا اسی قاضی کا اسے اشتیاق
تھا نہ قاضی غرض وہ پوچھکر
فرش تھا دیبا و اطلس کا وہان
ہوگئے گم دیکھکر عقل و ہوش
ہو گیا دربار کا جب اختتام
کر بیان تو اپنے دل کا مدعا
واہ وا شاباش تو شرط وفا
دس برس ملا سے مانگی دعا
اب تو مجسے اجنبی مطلب ہوا
سمجھا قاضی نے کہ دیوانہ ہے یہ
بات لے کو میں کرون تنبیہ کیا
رحم سے پھر اسکو قاضی نے کہا
خلق سے اسکو یقین آیا یہی
جسقدر یہ خلق سے آتا تھا پیش
ہوتی ہے واقع حقیقت اور طور
عیب پر اوروں کے رکھتا ہے نظر
یہ نہ ہوتا خر تو ملا سے کبھی
نفس و شیطان کی ترغیب سے

دست بستہ ہوکے با صد التجا
لعل و یاقوت و زمرد اور گہر
وہ یہی تھا اس کحل کا جز انکو
تا کہ ہو موقوف دل کا اشتباہ
سیکی گستاخی کی حق نے دی سزا
اب جو پہونچا اسکو پہونچا اے حسن
بس یہیں رستہ جو پورا کر لیا
سیر گلشن تھا وہ رنج لا یطاق
رفتہ رفتہ پہونچا آخر اسکے گھر
خلق حاضر سیکڑون پیر و جوان
رہگیا حیران و ششدر خرفروش
کم ہوئی فی المجلس اسکی دھوم دھام
مقصد قلبی ہے کیا اسنے کہا
چاہیے تھی جو کہ سو لایا بجا
تو دیا حق نے تجھے یہ مرتبا
حق خدمت شہ یاد دیسے بھلا
عقل سے یک لخت بیگانہ ہے وہ
آپ اک آفت میں یہ ہے مبتلا
آ دیئے نزدیک میرے بیٹھ جا
جو کہا ملا نے ہے بیشک وہی
اسقدر تھا مجھکو اسکو وہم بیش
حرص سے وہ شئی نظر آتی ہے اور
عیب اپنے سے ہے ہر اک بیخبر
خر کو ہوتا نہ ہر گز آدمی
کام جو کرتے ہیں وہ ہیں بے خبر

خاتمۃ الطبع

ہزار ہزار شکر خداوند جلشانہ و عم نوالہ کا کہ کتاب مستطاب ندرت طراز قصہ عارف کامل باکمال ممدوح عالم حضرت ابراہیم ادہم وخلدہما اللہ فی دار النعیم موسوم بہ گلزار ابراہیم مطبع منشی نولکشور واقع کانپور مین بسرپرستی معلی القاب عالیجناب منشی پراگ نراین صاحب بھارگو مالک مطبع دام اقبالہ باہتمام منصرم کامل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل ایجنٹ مطبع بماہ مارچ سنہ ۱۹۰۹ء دسوین مرتبہ چھپی۔

قطعہ تاریخ طبع از مورخ کامل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل ایجنٹ مطبع

کیا خوب حسن نے یہ لکھا قصۂ ادہم
دیکھی ہی تصوف مین نہین ایسی کہین نظم
عاقل جو تجھے مادہ سال کی ہی فکر
لکھ سال اشاعت طرب آمیز ہمین نظم
۱۳ ھ ۲۶

مثنوی لیلی مجنوں - ہاتفی۔

ظفر نامہ ملا ہاتفی - خاندان تیموریہ کی فتوحات ملکی مانند سکندرنامہ

مثنوی شیرین خسرو آصفی مصنفہ آصف جاہ۔

مثنوی تحفۃ العراقین - از حکیم افضل الدین خاقانی۔

مثنوی نلدمن فیضی۔

مثنوی آشوب ہندوستان - تاریخ جنگ وجدال باہمی شاہزادگان خاندان تیموریہ۔

مثنوی گل کشتی - از امیر ابوالعالی نجات اصفہانی با شرح از راجہ رتن سنگھ بہادر۔

مثنوی غنیمت مسمی بہ نیرنگ عشق - از مولانا غنیمت۔

مثنوی نشتر غم - از مولوی محمد مقیم۔

مثنوی نالہ منظور - از مولوی منظور احمد۔

مثنوی زلالی۔

مثنوی میر عبد الجلیل - بگرامی۔

مثنوی شکرستان خیال - مع خوان نعمت۔

مثنوی - از ملا ذوقی۔

مثنوی زاد المسافرین - از ملا حسین واعظ۔

مجموعہ مثنویات نغز اور نظم - شامل ہشت مثنوی - (۱) مثنوی درصفت بنگالہ (۲) مثنوی معراج الخیال (۳) مثنوی قضا و قدر از ملا ابلی - (۴) ایضاً دیگر منہ (۵) مثنوی قضا و قدر از میرزا صاحب (۶) مثنوی زرمیہ ایضاً منہ (۷) مثنوی قضا و قدر از ملا سلیم - (۸) مثنوی درصفت علم از ملا سلیم۔

ترجیع بند خود رفتہ - از منشی بہاری لال خود رفتہ۔

گلدستہ نعت سرور کائنات - از مولوی جمال الدین۔

فہرست کتب

داستان عبرت افزا -
سلطان باہی ببری - از منشی نامہ علی -

کتب قصہ جات نثر

الف لیلہ - مشہور افسانہ ہزار اور ایک رات کا عربی میں ہے اسکا ترجمہ اُردو میں منشی طوطا رام شایان نے بعبارت دلچسپ کیا

فسانہ عجائب - جلی قلم با تصویر بعبارت رنگین و تمکین از مرزا رجب علی بیگ سرور -

ایضاً - با تصویر -

ایضاً خورد بغیر تصویر -

سروش سخن - بجواب فسانہ عجائب از سید فخر الدین حسین مودودی -

طلسم حیرت - افسانہ از منشی جعفر علی تخلص شیون -

باغ و بہار - قصہ چہار درویش از میر امن دہلوی -

طلسم فصاحت - داستان از سید محمد حسین جاہ -

آرائش محفل - قصہ حاتم طائی با تصویر حیدر بخش کاغذ سفید -

ایضاً - با تصویر دیگر مراتب حسب بالا -

ایضاً - بغیر تصویر -

داستان امیر حمزہ - با تصویر ہر چہار دفتر مسلسل سنہ ۱۸۸۳ء مترجمہ مولوی عبد اللہ و نظر ثانی مولوی تصدق حسین -

طلسم ہوش رُبا - داستان امیر حمزہ بعبارت رنگین سحر کار از سید محمد حسین جاہ -

مقتول جفا - از حافظ امیر الدین -

افسانہ دلپذیر - از مولوی احسان اللہ جرباکوٹی ترجمہ ۱۹ - از قصہ شیکسپیر مصنف کتب انگریزی -

نو طرز مرصع - از محمد عوض -

بستان حکمت - اُردو انوار سہیلی از فقیر محمد خان گویا -

قصہ سیہ پوش - از عنایات اللہ تخلص تمیں

فسانہ معقول - از سید غلام حیدر خان بہادر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر -

فسانۂ آزاد جلد اوّل - کاغذ گندہ از پنڈت رتن ناتھ مضمون نگار اودھ اخبار -

فسانۂ آزاد جدید - مجموعۂ ذخیرہ چہ مہینہ یکجائی سن ابتدائے ماہ جولائی ۱۸۸۰ء لغایت ۱۵ دسمبر سنہ الیہ -

آئینۂ معقول - قصۂ قاسم و ہاشم از سید غلام حیدر خان بہادر

جادۂ تسخیر - قصۂ دلچسپ روکش فسانہ عجائب بعبارت ازال از نواب محمد حیدر علیخان بہادر -

سنگاسن بتیسی نثر -

بیتال پچیسی - با تصویر -

گل بکاؤلی - از منشی نہال چند -

طوطا کہانی - از میاں حیدر بخش -

قصہ گل و صنوبر - از سیم چند -

طوطی نامہ - مع قصہ ابراہیم ادہم از ستارہ غلام حیدر -

ایک وسی زمیندار کا قصہ - ترجمہ انگریزی سے مترجمہ مسٹر ہنری خانتون صاحب -

بوستان راحت - قصۂ شاہزادہ فلان از منشی بھگونت رائے راحت

ارمغان دوست - اُردو نظم و نثر از حکیم قاضی محمد رضی -

نورتن - قصۂ مشہور از میاں محمد بخش مہجور -

قصۂ اگر گل - از تخلص عاصی -

سیر معقول - فسانہ نادر عبارت خستہ از سید غلام حیدر خان بہادر

قصۂ گوپی چند بھرتری - از عبد اللہ -

قصۂ عابد و شیطان - نظم موعظت آمیز -